بلی کے خواب میں چھیچھڑے

از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

نبی ﷺ کے خواب میں چھیچھڑے

از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

نام کتاب	بلی کے خواب میں چھیچھڑے
ازقلم	فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ
کمپوزنگ	ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی
تعداد	1100
سن اشاعت	15 جولائی 2010ء
صفحات	112
ہدیہ	70 روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ صراط مستقیم گجرات / مکتبہ فیضان مدینہ گھکڑ
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ
مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضان اولیاء کالونکی
نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / نیو منہاج سی ڈی سنٹر لاہور
کرمانوالہ بک شاپ اردو بازار [illegible]
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس [illegible]
اویسی بک سٹال [illegible]
[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدا لک یا واھب العطیات علی ما اولیتنا من نعمائک التامات و رزقتنا من الطیبات. ونصلی ونسلم افضل الصلوات واکمل التسلیمات علی خیر البریات المبعوث بالحجج والبینات وعلی اٰلہ وعترتہ الزکیۃ المنزھۃ عن الوسخات المطھرۃ عن سمات الدناسات.

امابعد! کتاب ہذا میں ان خوابوں کا بیان ہے جو کہ لوگوں نے خود گھڑے یا انہیں نیند میں دیکھا تو درحقیقت اس کی اپنی حالت بدنظر آئی جس سے اس نے اپنے لیے بہتری سمجھی۔ حالانکہ دراصل اسے اس کی بدحالی سے آگاہ کیا گیا لیکن وہ بجائے عبرت حاصل کرنے کے لیے خود کو کچھ کا کچھ سمجھا اسی لیے اس کتاب کا نام ہے "بلی کے خواب میں چھیچھڑے" اس میں عوام کو تنبیہ ہے کہ ایسے بدحال لوگوں کے خوابوں سے یقین کرلیں کہ یہ لوگ راندۂ درگاہ حق ہیں۔

خوابوں کو حق کی نشانی نہ سمجھیں بلکہ عبرت حاصل کریں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

انکشاف حقیقت

یہ سب کو معلوم ہے کہ خطہ ہند میں وہابیت پھر دیوبندیت مندرجہ ذیل صاحبان کی مرہون منت ہے:

اول...... مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی، بانی وہابیت فی الہند

دوم...... مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند

سوئم...... مولوی رشید احمد گنگوہی، سرپرست دیوبند و قطب دیوبند

چہارم...... مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، صدر مدرسہ سہارن پور

پنجم...... مولوی اشرفعلی تھانوی، مجدد و حکیم فرقہ دیوبندیہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ سے پہلے بھی ہزاروں علماء و مشائخ نے اسماعیل دہلوی اور وہابیت کی تردیدیں کیں لیکن امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کی طرف سے کچھ ایسی غیبی تائید تھی کہ اب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہابیت اور دیوبندیت کا بیڑا غرق کیا ہے تو امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اور یہ خیال کسی حد تک صحیح بھی ہے کہ مذکورہ بالا ائمہ وہابیت و دیوبندیت کے ساتھ قادیانیت کو امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے عرب و عجم کے علماء و مشائخ سے متعارف کرا کر ان تمام کو عرب و عجم میں رسوا و ذلیل کیا۔ اب حق تو یہ تھا کہ ان میں سے جو بھی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھے مثلاً:

رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، یہی صاحبان امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف (جو سینکڑوں کی تعداد میں ان کے زمانہ میں چھپ کر منظر عام پر آ گئیں)

سے غلطیاں نکالتے اگر ان میں کوئی خامی تھی تو عوام کو آگاہ کرتے حالانکہ امام احمد رضا نے ان کی زندگی کو موت سے بدل دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی حیات میں ہی مولوی اشرفعلی تھانوی اور اس کے مقتدی صرف اپنی صفائی دیتے رہے، خود تھانوی نے اپنی صفائی میں کئی رسالے لکھے، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے عرب میں اعلیٰ حضرت کی تردید کے بجائے اپنے مذہب کی صفائی لکھ ماری۔ اس کے بعد والے بے شمار فضلائے دیوبند کو علمی ٹھیکیداری کے باوجود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تردید کی توفیق نہ ہوئی۔

مولوی حسین احمد کانگریسی نے بھی "الشہاب الثاقب" لکھی تو اعلیٰ حضرت کو درجنوں گالیاں تو دیں لیکن آپ کے علمی قلعہ کے نزدیک جانے سے خوف زدہ رہا۔ بلکہ اس نے بھی "الشہاب الثاقب" میں اپنے مذہب کی صفائی پر اکتفا کیا اس طرح منظور سنبھلی کا حال رہا۔ چودہویں صدی کے اول و آخر میں چند تو نگروں نے اپنے اہل مذہب سے رسوائی سے بچنے کی خاطر اعلیٰ حضرت کے خلاف قدم اٹھایا تو بہتان تراشیوں یا عبارت کی تحریف کے بعد تردید کا طوفان بپا کیا لیکن ناکام رہے۔ اسی دوران رسالہ "بلی کے خواب میں چھیچھڑے" فقیر نے تیار کیا اور بھی بکثرت رسائل مذہب دیوبند کے رد میں فقیر کے قلم سے نکلے۔ اس پندرہویں صدی میں نئی چال چلنے والے بھی ہیں کہ اہلسنت بریلوی کا لباس پہن کر اعلیٰ حضرت کے مذہبی بندھ کو توڑنے کے درپے ہیں۔ ان میں طاہر القادری، گوہر شاہی وغیرہ وغیرہ نمایاں ہیں۔ لیکن یہ اعلیٰ کی کرامات سمجھیئے کہ ان کا اپنا شعر ان کے لیے بھی صادق آتا ہے کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

وجہ تألیف

۱۹۷۰ء میں مولوی عبدالکریم شاہ نامی ساکن ڈیرہ غازی خان نے ملکانی بنگلہ ضلع رحیم یار خان میں مناظرہ کے لیے اہلسنت بریلوی کو للکارا اور تاریخ کا تعین بھی خود کیا۔ یہ ملکانی بنگلہ فقیر کے آبائی گاؤں کے نزدیک ہے۔ اس وقت فقیر بہاولپور ہجرت کر کے ایک دینی مدرسہ کی تعمیر اور تعلیم وتدریس میں مصروف ہے۔ ملکانی بنگلہ کے احباب فقیر کے ہاں بہاولپور پہنچ کر صورت حال سنائی، فقیر نے کہا تاریخ معین میں تم جلسہ میلاد شریف کا اعلان کرو۔ فقیر حاضر ہو جائے گا۔ چونکہ اس سے قبل مولوی عبدالستار تونسوی فقیر کے مناظرہ سے بری طرح ذلیل ہوا تھا اور یہ دیوبندی فرقہ کا مناظر اعظم سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے مولوی عبدالکریم شاہ فقیر کا نام سن کر میدان میں تو نہ آیا۔ لیکن حسب عادت بزدلی دکھائی کہ مسلک اہلسنت کے خلاف ایک اشتہار شائع کیا۔ اس میں امام احمد رضا خان بریلوی پر کیچڑ اچھالا۔ فقیر نے اس رسالہ میں مختصر جواب لکھ کر دیوبندیوں کے خوابوں کا ذکر کیا ہے، تاکہ عوام اہل اسلام سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جس پارٹی کے خوابوں کا یہ حال ہے ان کے خیالوں کا حال کتنا برا ہوگا؟ پھر ان کا کردار وگفتار کیسی زبوں سے زبوں تر ہوگی؟۔

دیوبندی مؤلف کے دجل وفریب کے نمونے

عبدالکریم شاہ کے اشتہار میں ایک عنوان ہے "بریلویوں کے ڈھول کا پول" اس سے چند خیانتیں اور دعوے کے مع جوابات ملاحظہ ہوں!

رضوی زادے پر کنجری فدا:

ایک دن رضا علی نے کوچہ سیتارام سے گزر کیا ایک ہندوانی بازاری طوائف نے آپ پر رنگ چھڑکا۔

جواب......اگر دھوکے شاہ عبدالکریم عبارت میں خیانت نہ کرتا تو اس کا دھوکہ ظاہر ہوجاتا اس عبارت کے اگلے الفاظ یہ ہیں، یہ کیفیت شارع عام پر ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی بالا خانے پر جا کر تشدد کرنا چاہا مگر حضور (اعلیٰ حضرت کے دادا جان) نے اسے روکا اور فرمایا، بھائی اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے خدا اسے رنگ دے گا، یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بے تابانہ قدموں پر آ کر گر پڑی معافی مانگی اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضرت نے اسی وقت اس نوجوان کے ساتھ عقد کر دیا، بتایئے اس میں کیا خرابی ہے؟ مسلمانو سوچو! دیوبندی خان کو اس بات کا دکھ ہوا کہ وہ ہنداونی طوائف مسلمان کیوں ہوگئی اگر یہ غلیظ ملاں پوری عبارت نقل کر دیتا تو اس کا فریب ظاہر ہوجاتا۔

ہجروں کے مجرے:

دھوکے شاہ عبدالکریم نے "ہجروں کے مجرے" کے عنوان سے ایک اور بکواس کی ہے، لکھتا ہے: مذکور رضا علی خان نے ایک عزیز وارث علی خان کو کچھ رقم دی وہ شخص آزاد طبع تھا چنانچہ رقم لے کر کنجری کے پاس گیا دیکھا کہ وہاں ہجرے میں آپ کا عصا اور چھتری رکھی ہے اسی طرح دوسرے اور تیسرے بالا خانے میں بھی چھتری اور عصا موجود ہے۔

جواب......تعجب ہے کہ دھوکے شاہ نے اس کرامت افروز واقعہ کو بھڑووں کی طرح

مزے لے لے کر غلط رنگ میں پیش کیا ہے اور اصل عبارت کے الفاظ بھی بدل دیئے ہیں تا کہ بے ایمانی میں کسر نہ رہ جائے، حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ جہاں بھی وہ نوجوان بری نیت سے گیا حضرت رضا علی صاحب علیہ الرحمۃ کی چھتری اور عصا کو موجود پایا اور وہ زنا سے بچ گیا۔

بتایئے...... اس میں کون سے حجروں میں مجرے ہیں؟ شاید ملاں جی کو رنج ہوا کہ وہ نوجوان مسلمان گناہ سے کیوں بچ گیا۔

بانی بریلویت کی ضد اور شرارت:

دھو کے شاہ لکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر (۵، ۶) سال تھی کہ کنجریوں کو دیکھ کر کرتے کا دامن منہ پر ڈال کر ان کے سامنے ننگا ہو جاتا تھا۔ استاد کے اصرار کے باوجود الف ل نہ کہا اور اسے استاد کہتا تھا کہ تو بندہ ہے یا جن۔

جواب...... یہ مولوی عبدالکریم کی اپنی خبیث ذہنیت ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو یہ لکھ رہا ہے کہ وہ کنجریوں کو دیکھ کر ننگا ہو جاتا تھا حالانکہ یہ صرف ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کمسنی میں (۴، ۵) سال کی عمر میں لمبا کرتا پہنے گھر کے دروازے پر کھڑے تھے کہ اتفاقاً بازاری عورتیں اس طرف سے گزریں مگر اعلیٰ حضرت نے کمال شرم وحیا سے اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر ڈال لیا اور ان کو دیکھنا پسند نہ فرمایا، پھر کنجریوں نے اعتراض کیا کہ واہ جو چیز چھپانے کی ہے وہ کھول رہے ہو اور آنکھیں چھپا رہے ہو، اعلیٰ حضرت نے ایام کمسنی میں جواب دیا کہ "ہاں پہلے نظر بہکتی ہے پھر نفس بہکتا ہے میں نے اس لیے آنکھوں پر کپڑا ڈال لیا کہ کچھ نظر ہی نہ آئے" یہ واقعہ ہے مگر دھو کے شاہ اپنے

عناد سے مجبور ہو کر غلط رنگ میں پیش کر رہا ہے اور رتی بھر شرم وحیا محسوس نہیں کرتا۔ نیز دھوکہ شاہ نے ایک واقعہ الف ل پڑھنے کا ذکر کیا ہے حالانکہ وہ واقعہ الف ل کا نہیں۔ لام الف پڑھنے کا ہے مگر بے ایمانی ہر وقت دھوکہ شاہ کے ساتھ موجود ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ تو پڑھ چکے ہیں۔ وہ تھانوی و گنگوہی کی طرح کند ذہن تو تھے نہیں کہ ایک سبق بار بار پڑھتے رہتے اور یاد ہی نہ کرتے۔ باقی رہا اعلیٰ حضرت کے استاد انہیں کہتے تھے کہ تم جن ہو تو وہ یوں ہے کہ جب اعلیٰ حضرت کے استاد صاحب محترم آپ کو سبق دیتے تو آپ یاد کر کے سنا دیتے تو اس حیرت انگیز ذہانت کو دیکھ کر ایک روز استاد صاحب فرمانے لگے "احمد میاں" تم یہ تو کہو، تم آدمی ہو یا جن مجھے پڑھانے میں دیر لگتی ہے تم کو یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔" بتایئے ایسا کہنے میں کونسی خرابی ہے؟ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق تمہارا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ "وہ شخص ایک مقرب فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا"۔ (ارواح ثلاثہ)

رضوی ڈھول زنانخانے میں:

بھگوڑے شاہ اور دھوکے شاہ نے لکھا ہے کہ:

احمد رضا اکثر زنان خانے میں رہتا تھا حتیٰ کہ خطوط اور فتویٰ بھی لکھتا تھا۔

جواب...... اگر بغض وعناد سے دل جل نہ گیا ہو تو بتائے اس پر کیا اعتراض ہے؟ اپنے گھر میں خطوط ہر آدمی لکھتا ہے، ہر مسلمان اپنے گھر میں زنان خانہ میں جہاں گھر کی عورتیں رہتی ہیں نماز بھی پڑھتا ہے، قرآن عظیم کی تلاوت بھی کرتا ہے، اس میں کیا خرابی ہیں، کہیں دھوکہ شاہ نے یہ تو نہیں سمجھ لیا کہ وہ دیوبندیوں کے زنان خانے میں خطوط اور فتویٰ

لکھتے تھے۔

غباوت میں کمال:

دھوکہ شاہ بھگوڑے شاہ لکھتا ہے کہ: جب احمد رضا چلتا تھا تو جوتے کی چاپ بھی سنائی نہ دیتی تھی اور غباوت کا یہ عالم تھا کہ عینک آنکھوں سے چڑھا کر ماتھے پر رکھ دیتا مگر بعد میں ادھر ادھر تلاش شروع کر دیتا۔

جواب...... بتایئے یہاں ایسی بدزبانی کا کون سا موقع تھا، سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ عمل مبارک قرآن اور احادیث مبارکہ کے مطابق تھا (خدا کی زمین پر اکڑ کر مت چلو) سیدنا فاروق اعظم ﷺ، مسجد میں چلتے تو پنجوں پر بار ہوتا اور ایڑی زور سے نہ مارتے اس قسم کی متعدد روایات ملتی ہیں۔ مگر دھوکہ شاہ مغلوب الغضب ہو کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر چور کی چال قرار دے رہے ہیں اگر یہ چور کی چال ہے تو آپ موٹے موٹے بوٹ پہن کر پولیس والوں کی چال چل لیا کریں۔ باقی رہا عینک کو آنکھوں پر چڑھانا اور پھر خیال سے اتر جانا اور یاد نہ رہنا بتقاضائے بشریت ممکن ہے، اس میں کون سا ضروریات دین کا انکار ہے، بلکہ ایسی بھول پر تو احادیث مبارکہ میں بھولنے والے کو اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت کو اس عمل سے اجر و ثواب اور دھوکہ شاہ کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ہوگا۔

حقہ و پان:

دھوکے شاہ مولوی عبدالکریم نے بے لگام ہو کر حقہ اور پان کا بھی مذاق اڑایا

جواب...... حالانکہ حقہ وپان کے حرام ہونے پر کسی بھی فرقہ کے کسی عالم نے فتویٰ نہیں دیا ہے خود بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی اپنے ہاتھ سے مہمانوں کو چلم بھر کر حقہ پلاتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۴۶۸)

دیوبندی مذہب کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں "حقہ پینا مباح ہے"۔

سوال...... حقہ پینا کیسا ہے۔ پان میں تمباکو کیسا ہے؟۔

جواب...... حقہ پینا تمباکو (پان میں) کھانا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۲۶۳)

انگریزی حکیم الامت نے اغلاط العوام صفحہ ۴ پر حقہ کے پانی کو پاک بتایا ہے۔ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حقہ کے پانی سے مسئلہ اس وقت بتایا ہے جب دوسرا پانی اصلاً نہ ملے۔ حقہ کا پانی نجس نہیں خواہ رنگ بو مزہ بدل جائے اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یہ نہیں فرمایا ہر روز پانچ وقت حقہ کے پانی سے وضو کیا کرو۔

ہندو کا احترام:

دھوکہ شاہ نے ابلیسی قیاس کے پیش نظر لکھا کہ احمد رضا گائے کا گوشت نہ کھاتا تھا، ہندوستان کو دارالسلام قرار دیا تھا۔ ہندو کی دیوالی کی مٹھائی نصیب غازی سمجھتا تھا۔

جواب...... مقام حیرت ہے کہ ہندوؤں کے پٹھو کانگریس کے ایجنٹ حسین احمد مدنی کا چیلہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسے دوقومی نظریہ کے علمبردار، ہندو مسلم اتحاد کے دشمن کو، ہندوؤں کے احترام کا الزام دے رہا ہے۔ سچ ہے

بے حیا باش وهرچه خواهی کن ؎

گائے کا گوشت حلال ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی متعدد تصانیف میں تصریح فرمائی لیکن گائے کا گوشت کھانا فرض یا واجب نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا تناول فرمانا بھی ثابت نہیں۔ دھوکے شاہ مولوی عبدالکریم یا اس کے ہمنوا میں دم خم ہو تو ثابت کرے۔ اعلیٰ حضرت نے اس کو حرام قرار نہ دیا بلکہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' صفحہ ۹۱ پر گائے کا گوشت بھری پوریاں کھانا ثابت ہے اور ''ملفوظات'' (جلد اول صفحہ ۱۶) پر گائے کے گوشت کے متعلق ہے ''وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت ہے''۔

اسی طرح ہندوستان کو دارالسلام کہنا بھی باعث طعن والزام نہیں ہے اگر عبدالکریم جاہل اپنے اکابر کی کتب سے واقف ہوتا تو زبان درازی کر کے مذاق نہ اڑاتا کیونکہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے تحذیر الاخوان صفحہ ۸، ۹، ۱۰، ۲۰، ۵۵، پر بار بار ہندوستان کو دارالسلام تسلیم کیا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے ترجیح (ہندوستان کے) دارالسلام ہونے کو ہی دی جائے گی اس صورت میں بھی ہندوستان دارالسلام ہوگا۔ (تحذیر الاخوان صفحہ ۹)

باقی رہی ہندوؤں کی دیوالی کی مٹھائی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کو تبرک قرار نہ دیا بلکہ فرمایا یہ سمجھ کر لے ''مال موذی نصیب غازی'' بتایئے اس میں کیا شرعی خرابی ہے؟۔

لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی مٹھائی اور کھانا تو خود دیوبندی چٹ کرتے رہے ہیں۔ مولوی گنگوہی سے کسی نے سوال کیا ''ہندو تہوار ہولی دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیر یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟۔ جواب دیا ''درست ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۷ از رشید گنگوہی)

ڈھول کی پیٹ پوجا:

ڈھو کے شاہ عبدالکریم نے توشہ جیلانی اور میلاد شریف کی شیرینی کا بھی مذاق اڑایا ہے اور لکھا ہے کہ میلاد کی شیرینی آنے پر آپ کھڑے ہو جاتے اور یا پلیٹ سلام علیک یا دیگ سلام علیک کہتے۔

جواب...... ڈھو کے شاہ کی اس بیہودہ گفتار سے واقعی دیوبندی خوش ہوئے ہوں گے، ان میں ایک مسخرہ ایکٹر بھی ہے۔ ہم اس کے جواب میں صرف اتنا کہتے ہیں کہ ڈھو کے شاہ عبدالکریم سوالاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے تاکہ شیخ نجدی اور دیولعین دور ہو۔ جھوٹ پر جھوٹ مارنا دیوبندی دھرم ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ ہم ملاں جی کو ہزار روپیہ انعام دیں گے اگر وہ یہ مصرعہ یا پلیٹ سلام علیک اور یہ پوری عبارت اعلیٰ حضرت کی کسی کتاب سے دکھا دے۔ باقی رہا میدہ، گندم، سوجی، شکر، گھی، بادام، پستہ، کشمش وغیرہ کا حلوہ، اگر ملاں ڈھو کے شاہ جی کو پسند نہیں ہے اور یہ بدعت وحرام ہے تو پھر کوا، بکرے کے کپورے، وغیرہ کھایا کرے کیونکہ دیوبندی مذہب کے قطب مولوی رشید گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۲۶ پر زاغ معروفہ مشہور کالا کوا کھانا ثواب بتایا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانے جائز ہیں اور ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۷۲ زیر حکایت ۲۲۴ ہے کہ جب بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی مرنے لگا تو کہنے لگا "کہیں سے ککڑی لا کر کھلاؤ!"۔ (الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۹۵ کالم نمبر ۴) یہ ہیں دیوبندیوں کی غذائیں۔ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔

دھو کہ شاہ کی بے ایمانی اور دھو کے تو یہیں سے ثابت ہیں کہ حلوے کی دیگ پک جاتی ہے تو بغداد کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھنے اور ہضم وختم کر دیتے ہیں۔

یہ بہتان پڑھ کر قارئین سوچیں کہ کیا یہ لوگ بے شرمی اور بے حیائی کو اپنا کمال نہیں سمجھتے ہیں لیکن مجبور ہیں، جب یہ نبی ﷺ پر بہتان تراشنے میں عار نہیں سمجھتے تو اعلیٰ حضرت ان کے لیے کچھ بھی نہیں۔

وصیت اعلیٰ حضرت:

دھو کے شاہ عبدالکریم نے وصیت کا عامیانہ انداز میں مذاق اڑایا ہے کہ دودھ کا برف، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، شامی کباب، پراٹھے، بالائی، فیرنی، ارد کی پھریری دال گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل۔

جواب...... حالانکہ اعلیٰ حضرت کے جس وصایا شریف سے یہ وصیت نقل کی ہے اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ان اشیاء پر فاتحہ پڑھ کر فقراء ومساکین کو دیں۔ اعلیٰ حضرت کو آخر وقت بھی غربا، فقراء کا خیال تھا اور پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ دیو بندی ملاؤں کی طرح گدا گر و بھکاری نہ تھے، خود صاحب حیثیت تھے، انہوں نے یہ فاتحہ کی وصیت اپنے خانوادہ کے افراد کو فرمائی بتایئے اس میں کیا شرعی قباحت ہے؟ بالفرض سیدنا اعلیٰ حضرت خود ان اشیاء کو تناول فرمائیں تو پھر کیا خرابی اور کون سا شرعی جرم ہے؟ مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں حضرت حاجی امداداللہ صاحب فرمایا کرتے تھے۔ "اہل اللہ اگر عمدہ غذا کھاتے ہیں تو ان کو اس میں نعماء...... کا مشاہدہ ہوتا ہے"۔

(الا فاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۱۶۹)

اور اعلیٰ حضرت کی عبارت میں یہ بھی ہے اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہوتو۔

گستاخی رضا!

دھوکے شاہ مولوی عبدالکریم ڈیروی نے لکھا احمد رضا نے لکھا ہے کہ انبیاء کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔

جواب...... یہ واقعہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا اپنا من گھڑت نہیں ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ حیات انبیاء علیہم السلام پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں "سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت نے علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ سے نقل فرمایا جو شرح زرقانی میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ویضا جع ازواجه،یستمع بهن اکمل من الدنیا (شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۷۹)

آپ ﷺ اپنی ازواج سے شب باشی فرماتے اور دنیوی زندگی سے بڑھ کر ان ازواج سے متمتع ہوتے ہیں۔

نکتہ...... یہ حوالہ دیکر دیوبندی اپنا اصلی عقیدہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے (تقویۃ الایمان) حالانکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے مزار میں حقیقی حیات سے زندہ ہیں۔

گستاخی نمبر ۲!

مقیاس حنفیت سے ایک حوالہ دیا ہے کہ زوجین کے جفت ہونے کے وقت حضور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

جواب......زوجین کے جفت کے وقت اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہوتا ہے یا نہیں؟

قرآن عظیم میں ہے "نحن اقرب الیه من حبل الورید"۔

قرآن پاک میں ہی ہے "اللہ یعلم ماتحمل کل انثی وما تغیض الارحام ......الآیۃ۔اور واللہ یعلم مافی الارحام اور وتقلبک فی الساجدین.

بتایئے ارحام کی حالت ونیت اور پیٹ میں بچوں کے بڑھنے کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علم ومشاہد میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو یہ تنقیص خداوندی ہے یا نہیں؟ کیا بول وبراز پر سورج کی شعاعیں پڑنے سے وہ ناپاک ہوجاتی ہیں؟ اس کی مزید تحقیق کے لیے فقیر کے رسالے "حاضروناظر" کا مطالعہ کیجیے۔

ڈھول کی فطرت عورت سے محبت:

دھوکے شاہ عبدالکریم نے لکھا کہ: (ملفوظات صفحہ ۶ صفحہ ۷) صاحب مزار نے مرید کو کہا کہ وہ خوب صورت باندی حجرہ میں لے جاؤ اور اپنا کام پورا کرو۔

جواب......دھوکہ شاہ نے حوالہ نامکمل نقل کیا ہے عبارت اور اس کے مفہوم کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔دوم یہ کہ یہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا اپنا کوئی واقعہ نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے: سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا وہ اپنے شیخ طریقت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر تھے۔ان کی نظر ایک تاجر لڑکی پر پڑی وہ آپ کو پسند آئی آپ کے پیرو مرشد نے قبر مطہر سے فرمایا تمہیں پسند ہے؟ عرض کی "جی ہاں" مرشد سے کوئی بات چھپانی نہیں چاہیے۔فرمایا "اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی" آپ خاموش ہیں سوچ

رہے ہیں وہ لڑکی تاجر کی ہے حضور سیدی احمد فرماتے ہیں فوراً اس تاجر نے صاحب مزار کی نذر کی۔

بتائیے ہبہ کے بعد شرعی باندی یا کنیز سے مجامعت میں کیا شرعی خرابی ہے؟ حدیث شریف صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم اپنے ماموں کو ہبہ کرتیں تو زیادہ ثواب ملتا۔ دھوکہ شاہ کو ہبہ اور شرعی باندی و کنیز کے مسائل بھی معلوم نہیں۔ دیوبندیوں میں جہالت کلی کی وبا اس قدر عام ہے کہ ان کے بڑے بڑوں کو معلوم نہیں کہ یہ واقعہ الابریز فی مناقب عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ میں موجود ہے۔ الابریز کو جمال الاولیا صفحہ ۴ پر مولوی اشرفعلی تھانوی نے معتبر مانا ہے، بلکہ دیوبند میں اس کا اردو ترجمہ عام شائع کیا گیا ہے۔

گستاخی نمبر ۳:

نذور القبور کے سرے سے منکر ہیں فقیر کی تصنیف تحقیق الاکابر فی نذور المقابر پڑھیئے !۔ اویسی غفرلہ

میاں بیوی کے وقت مرشد حاضر ہوتا ہے:

جواب......اول تو ملفوظات میں لفظ حاضر و ناظر موجود نہیں۔ دوم یہ کہ واقعہ سیدی حضرت احمد سجلماسی علیہ الرحمۃ اور ان کے پیرومرشد غوث وقت سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا ہے اور (الابریز شریف صفحہ ۲۱) پر موجود ہے۔ الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز علامہ احمد مبارک کی تصنیف ہے۔ "الابریز کو مولوی اشرفعلی تھانوی نے"

(جمال الاولیاء صفحہ ۴۲) پر معتبر مانا ہے۔

آخری حملہ اور اس کا جواب:

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سرہٗ کی احکام شریعت صفحہ ۲۶۴ سے ایک حوالہ بزعم خود مشت زنی کا نقل کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی مشت زنی کرنا بنیت صالحہ موجب ثواب واجر ہے۔

جواب...... حالانکہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مذکورہ کتاب میں مشت زنی کا لفظ ہر گز ہرگز موجود نہیں۔ کوئی دیوبندی یہ حوالہ دکھاوے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا، ملاں دھو کے شاہ عبدالکریم یا کسی مائی کے لال میں دم ہے اور جرات ہے تو اس حوالہ میں مشت زنی کے الفاظ دکھائے ورنہ سوا لاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینے پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔

اصل مسئلہ: احکام شریعت میں:

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب...... زن وشوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے۔ حتی کے فرج وذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب وجر ہے" کما نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" البتہ بحالت حیض ونفاس زیر ناف زن سے زانو تک چھونا منع ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے

کی اجازت نہیں......الخ۔(احکام شریعت صفحہ۲۶۴)

بتائیے اس میں مشت زنی کہاں ہے؟ بتائیے کہ زندگی میں عورت مرد کا ایک دوسرے کو چھونا منع وگناہ ہے تو پھر یہ لوگ پیدا کیسے ہوگئے؟

خواب اور گستاخی:

مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر قارئین بتائیں کہ امام الانبیاء ﷺ کی کھلی گستاخی ہے یا نہیں۔خواب کا بہانہ ہے کیونکہ حضور ﷺ کے متعلق بیداری وخواب یکساں ہے، جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کی وضاحت کریں گے۔

حضور ﷺ کا پل صراط سے گرنا:

دیوبندی مولوی حسین بھچروی تلمیذ، رشید احمد گنگوہی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے "ورأیت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ عن السقوط "میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پل صراط سے گر رہے ہیں تو میں نے آپ کو بچالیا۔

(بلغۃ الحیر ان مبشرات صفحہ۸)

فائدہ: دیوبندی اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب کا واقعہ ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے خواب دیکھنے والے ایمانی تہی دستی کے ترجمان ہوتے ہیں۔ فتح الباری جلد۱۲صفحہ۳۲۶ میں ہے

واذا کان علی غیر صورتہ کان النقص من جھتہ الرائی قال ابو سعید احمد بن نصر من رئ نبیا علی حالہ،وھیتہ فذالک دلیل علی صلاح الرائی فمن رآہ فی صورۃ حسنۃ فذالک حسن فی دین الرائی ان کان

فی جارحتہ من جوارحہ شین او نقص فذالک خلل الرائی من جھة الدین قال وھذا ھو الحق وقد جرب ذالک فوجد علی الا سلوب وبہ تحصل الفائدۃ الکبری فی رویاء حتی یتبین الرائی ھل عندہ خلل اولا لانہ صلے اللہ علیہ اسلم نورانی مثل المرأۃ المصیقلة ماکان فی الناظر الیھا من حسن وغیرہ تصو فیھا وھی فی ذاتھا علی حسن حال

یعنی: جب کوئی شخص خواب میں حضور ﷺ کو اپنی اصلی حالت پر نہ دیکھے تو دیکھنے والے میں کوئی نقص ضرور ہے۔ جس نے انہیں اچھی صورت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین کی خوبی ہے۔ اگر حضور ﷺ کے کسی عضو مبارک میں کوئی نقص دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین کا خلل ہے۔ کہا کہ یہی حق ہے کئی بار اس کا تجربہ کیا گیا۔ بالکل ٹھیک ہے اور اس میں خوابوں کے بارے میں فائدہ کبریٰ حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ دیکھنے والے کو اپنا خلل غیر خلل معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لیئے کہ حضور ﷺ صاف وشفاف آئینہ کی طرح نورانی ہیں۔ ناظر کے حسن وقبح کی تصویر اس میں کھینچ جاتی ہے۔ اور وہ اپنے حال پر رہتا ہے۔

نتیجہ نکلا کہ خود مولوی میں کوئی خامی ہے جو دنیا میں عذاب میں مبتلا ہوتا۔ حضور ﷺ کے صدقے محفوظ رہا۔

اشرف علی، رسول اللہ: (معاذ اللہ)

تھانوی کا مرید لکھتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں" لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ

حضور کا نام لیتا ہوں یعنی ''لاالہ الااللہ اشرفعلی تھانوی رسول اللہ '' اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرفعلی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (یعنی اشرفعلی تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص (حضور) کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری حالت یہ ہوگئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گرا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی۔ وہ اثر ناطقی بدستور تھا لیکن حالت بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں (رسول اللہ ﷺ) پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ (اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی تھانوی) حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں، لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں، اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خوب رویا اور بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

(رسالہ الامداد صفحہ ۳۵، ماہ صفر ۱۳۳۶ھ)

تھانوی کا جواب:

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

مرید کا خواب اور پیر کا جواب قارئین کرام نے ملاحظہ فرمالیا غور فرمایئے کہ کسی مومن سے سوتے جاگتے کبھی کلمہ شریف میں ایسی غلطی یا بھول نہیں ہوتی کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ اور کا نام تو کیا بلکہ اس کا وہم بھی نہیں ہوسکتا تو جس کے منہ سے خواب باوجود علم اور کوشش کے صحیح کلمہ شریف نہ نکلا موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا؟

کیونکہ نیند موت کی مانند ہے یہ بھی احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ موت کے وقت شیطان مرنیوالے کے سامنے آتا ہے اور کلمہ شریف میں اپنے نام کا اشارہ کرتا ہے اور اس خواب میں مولوی تھانوی اس کے سامنے ہے اور وہ پھر بھی کلمہ شریف میں اس کا نام لے رہا ہے (اللہ تعالیٰ کی پناہ) اور پھر وہ خواب سے بیدار ہوکر بیداری میں جانتے ہوئے بھی اس کے تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھتا ہے تو بھی اس کی زبان سے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا نام مبارک نہیں نکلتا بلکہ مینا کہہ کہ وہ اشرفعلی کا نام لیتا ہے اور بہانہ یہ کرتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں۔

اندازہ کیجئے کہ اس مرید پر کس قدر غلط اثر ہوگیا اور اس کا دل کتنا تاریک ہوگیا تھا۔ کہ وہ بیداری میں بھی جانتے ہوئے کفر کا ارتکاب کررہا ہے کیونکہ کسی غیر نبی اور غیر رسول کو نبی

اور رسول کہنا صریح کفر ہے اور اس کفر پر وہ بے اختیار اور مجبور ہو گیا اور پھر کس قدر لرزا دینے والی بات ہے کہ مرید کو یہ احساس بھی ہے کہ وہ غلطی پر ہے اگر چہ بے اختیاری کا بہانہ کرتا ہے مگر پیر اس کو اور پختہ اور مستحکم کرتا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اطمینان رکھو گھبرانے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی مرید کے دل میں جو خطرہ تھا اس کو دور نہیں کیا بلکہ خوب جمادیا اور پھر اس کو رسالہ میں شائع کر دیا۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ اس کو لکھتا کہ توبہ واستغفار کرو یہ کفریہ کلمہ تمہاری زبان سے شیطانی اثر کی وجہ سے جاری ہوا ہے مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی (خبردار) ویسی بات پھر نہ ہونے پائے۔

(۲) ہم نے اہل اللہ کے حالات پڑھے اور سنے ہیں کہ مرید سے کوئی غلطی سرزد ہونے لگتی ہے جس سے اس کے ایمان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے تو کامل پیر روحانی تصرف کر کے اس کو ہلاکت ایمان سے بچالیتا ہے اور یہاں یہ حالت ہوئی کہ پیر کے آنے سے پہلے تو وہ خواب میں ہی کفر کا کلمہ کہہ رہا تھا اور پیر کے آنے کے بعد وہ بیداری میں بھی کلمہ کفر کہنے لگ گیا اور پھر اس کا سارا دن ایسے ہی خیال میں گزرتا ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ:

بعض بیوقوف اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب میں ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ بیداری پر بھی یہی کلمہ کہہ رہا تھا اور یہی ہمارے نزدیک قابل گرفت ہے مثلاً ایک شخص خواب میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس کو اس بات کا علم ہے کہ طلاق دینا برا ہے بیدار ہونے کے بعد اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس سے غلطی نہ ہو جائے پایں خیال

وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر وہ چاہتا ہے کہ اس غلطی کے تدارک میں وہ بیوی سے محبت کی باتیں کرے لیکن پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی، میں نے اس کو طلاق دی، حالانکہ اب وہ بیدار ہے خواب میں نہیں ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں تو کیا اس شخص کی طلاق ہوگی یا نہیں؟

اگر ہوگی اور ضرور ہوگی تو عجیب بات ہے کہ طلاق واقع ہونے میں تو یہ عذر قبول نہ ہو اور مولوی اشرفعلی تھانوی کو اپنا نبی اور رسول اللہ کہنے میں عذر قبول ہو جائے۔

(۳) عام مسائل کے برعکس رسول اللہ ﷺ کا معاملہ بڑا نازک ہے۔

با مصطفیٰ ہوشیار باش:

علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام کی شان مبارک میں گستاخی کے معاملہ میں کسی کی نادانی و جہالت اور زبان کا بہکنا اور بے قابو ہو جانا کسی قلق اور نشہ کی وجہ سے لاچار و مضطر ہو جانا قلت نگہداشت یا بے پرواہی اور بے کسی یا نیت اور ارادہ گستاخی نہ ہونا وغیرہ کے اعذار قبول نہیں ایسا شخص کافر اور گستاخ قرار دیا جائے۔ (شفا شریف)

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
کہ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

تھانوی اور انبیاء علیہم السلام برابر: (معاذ اللہ)

تھانوی کے مرید نے پرچہ پیش کیا اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کرام کے برابر سمجھتا ہوں۔

(مزید المجید تھانوی صفحہ ۱۸، اشرف المعمولات صفحہ ۵)

نوٹ: اس مضمون کو سابق مضمون سے ملا کر نتیجہ نکالیئے۔

دیوبندی حضرات نے اس واقعہ مرید اور پیر کے جواب کو صحیح اور درست ثابت کرنے میں بہت سے صفحات سیاہ کر دیئے ہیں لیکن اس کو غلطی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ سیف یمانی میں منظور نعمانی نے بڑا زور لگایا ہے کہ یہ عبارت صحیح ہے اس کا تفصیلی جواب فقیر کی کتاب ''والخبطی فی کلمہ چستی'' میں ہے۔

تھانوی کا نکاح حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے: (معاذ اللہ)

ایک مرد صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرفعلی تھانوی کے گھر حضرت بی بی عائشہ آنیوالی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرا (اشرفعلی) کا ذہن معا اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے میں جضور ﷺ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضور ﷺ کا سن شریف اس سے زیادہ تھا اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔

(رسالہ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۵، الخلوب المذ یہ)

فوائد: (۱) ٹھنڈے دل سے اور غیر جانبدار ہو کر سوچیئے کہ یہ کتنی بڑی توہین اور گستاخی ہے اہل بیت کرام نبوت ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی وہ شان ہے کہ دنیا بھر کی مائیں ان کے قدم پاک پر نثار۔

(۲) کوئی جاہل سے جاہل اور بے غیرت سے بے غیرت آدمی تمام مومنوں کی ماں کے گھر تشریف لانے کو ماں کو اپنے نکاح میں لینے سے تعبیر نہیں کر سکتا۔

(۴)اس ذہن کی ذہنیت کا بھی اندازہ کرلیجیئے کہ پچاس برس سے زائد عمر میں بھی معا
کس طرف ذہن منتقل ہوا۔

سیدہ حضرت بی بی عائشہ تھانوی کی نوکرانی کی طرح: (معاذ اللہ)

گھر کی خدمت کرنے والی، شفیق احمد خادم حضور عالی خواب لکھتا ہوں جس کا حضور عالی سے وعدہ کرآیا تھا۔ احقر نے خواب میں دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور عالی کے در دولت میں تشریف فرما ہیں تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے بچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام کررہی ہیں اس کے بعد احقر کی آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الرؤیا جلد۲ صفحہ ۵۰)

فوائد: (۱) پہلا کشف تو یہ تھا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (معاذ اللہ) تھانوی کے گھر آنیوالی ہیں، لیکن اس خادم صاحب کے خواب نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر پہنچادیا۔

نہ معلوم اس کو کیسے معلوم ہوگیا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں اس لئے کہ خواب میں تو کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو۔

(۲) یہ بھی عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ نے مائی صاحبہ کو ایسی جگہ تنہا بھیج دیا جہاں صفوف اور پردے کا بھی انتظام نہ تھا کہ مائی صاحبہ کو خود پھر کر یہ اہتمام کرنا پڑا۔

(۳) سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے جو اس خواب کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ کیا تھانوی نماز تراویح اپنے دردولت پر پڑھا کرتے تھے یا مسجد میں۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا کہ خادم نے یہ بھی خواب پہلے تھانوی کو خود سنایا اور پھر تھانوی نے اس سے وعدہ لیا کہ اس کو لکھ کر بھیجنا۔ چنانچہ اس نے وعدہ کے مطابق لکھ دیا تھانوی نے اسے شائع کر دیا کیا یہ تحقیق ہی نہیں کی کہ ایسا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ان کو تحقیق سے کیا ان کو اپنی تعریف سے مطلب تھا اگرچہ مائی صاحبہ کی توہین لازم آ جائے۔

حضور ﷺ نے علمائے دیو بند سے اردو سیکھی: (معاذ اللہ)

ایک صالح حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیو بند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۲۶)

فوائد: (۱) اس عبارت کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ پہلے تو ہمیں اردو زبان نہیں آتی تھی جب سے مدرسہ دیو بند کے مولویوں سے ہمارا تعلق ہوا ہمیں یہ زبان آ گئی یعنی ان سے سکھ لی۔

(۲) اس من گھڑت خواب کو مدرسہ کی سند بنایا کہ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ نا معلوم مدرسہ کے مولوی روضہ انور پر حضور ﷺ کو پڑھاتے رہے یا حضور ﷺ دیو بند کے مدرسہ میں تشریف لا کر ان سے اردو سیکھتے رہے۔ (اس پر مزید تبصرہ آئے گا انشآء اللہ)

معاذ اللہ حضور ﷺ دیو بندیوں کے باورچی:

ایک دن اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے خواب دیکھا کہ آپ کی

بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکارہی ہیں کہ جناب......رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ، تو اس قابل نہیں کہ حاجی امداد کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔

(تذکرۃ الرشید جلد اول، صفحہ ۶۴، شمائم امدادیہ تھانوی صفحہ ۲۶)

فوائد: اس خواب کو لکھنے اور شائع کرنے کا مقصد کیا ہے یہی علماء دیوبند کا مقام اتنا بلند ہے۔ کہ وہ خاتون اس قابل نہیں تھی کہ دیوبند کے مولویوں کا کھانا پکائے بلکہ ان کا کھانا پکانے کے قابل حضور ﷺ ہیں اس طرح سے حضور ﷺ کو باورچی بنادیا۔(معاذ اللہ)

حضور ﷺ اشرفعلی کی شکل میں: (معاذ اللہ)

مولوی نذیر احمد کیرالوی اپنا خواب بیان کرتا ہے حضور آقائے نامدار ﷺ کو خواب میں اشرفعلی کی شکل میں دیکھا اور حضور سیاہ اچکن بٹنیوں والی زیب تن فرما ہوئے تھے جیسا کہ اشرفعلی تھانوی کا ہے گا ہے سیاہ اچکن پہنتے ہیں۔(اصدق الرؤیا جلد ۲ صفحہ ۲)

(ایضاً) جناباً آج چند روز ہوئے کہ اس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ آپ ایک نہر کے کنارے جارہے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت کے مشابہہ ہیں۔(اصدق الرؤیا جلد ۲ صفحہ ۱۰)

(ایضاً) مبارکپور میں جب میں تھا تو میں نے حضور ﷺ کو آپ کی صورت میں دیکھا فقط زیارت ہوئی کوئی بات چیت کی دولت نصیب نہیں ہوئی۔(اصدق الرؤیا جلد ۲ صفحہ ۱۵)

(ایضاً) ملا جیون طالب علم مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون نے تین خواب دیکھے اور وہ کہتا ہے پہلے خواب میں میں نے حضور اکرم ﷺ کو آپ کی شکل میں دیکھا اور پھر آدمیوں سے

کہتا تھا کہ حضور ﷺ ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں (اصدق الرؤیا جلد ۲ صفحہ ۲۵)

(ایضاً) اس خواب سے پہلے تین مرتبہ خواب دیکھے اور تینوں مرتبہ ہمارے مولانا اشرفعلی تھانوی کی شکل میں حضور ﷺ نظر آئے۔ میں نے تینوں مرتبہ مصافحہ کیا مگر حضور ﷺ بولے نہیں۔ (اصدق الرؤیا صفحہ ۴۷)

مدینہ پاک تھانہ بھون ہے:

جیسا کہ مدینہ شریف میں (جیسا ویسا نہیں رہ سکتا) رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا نہیں رہ سکتا۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۷)

فائدہ: حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ ہجرت کر گئے تھے اب تھانہ بھون صرف تھانوی کے لیے رہ گیا تھا پھر اس جملے کو مذکورہ بالا اور آنے والے خوابوں سے ملا کر نتیجہ نکالیے۔ ورنہ اویسی غفرلہ کا تبصرہ پڑھ لیجئے

تبصرہ اویسی:

ان خوابوں کے شائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ غالباً یہی کہ تھانوی در پردہ رسول اللہ ﷺ تھے (معاذ اللہ) یا حضور ﷺ تھانوی کی شکل میں منتقل ہو کر اس لیئے نظر آتے تھے کہ ہم گویا تھانوی ہی ہیں (معاذ اللہ) اصل میں مریدوں کے ذہنوں میں یہ بیٹھانا مقصود ہے کہ تھانوی کو دیکھنا حضور ﷺ کو ہی دیکھنا ہے۔ (معاذ اللہ)

تھانوی کی جگہ نبی علیہ السلام تھے: (معاذ اللہ)

نور محمد مدیر رسالہ (صراط مستقیم) حیدر آباد دکن اپنا خواب تحریر کرتے ہیں: حضور

(اشرفعلی تھانوی) سفر میں ہیں اور کسی جگہ قیام ہے جو ہماری قیام گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے عادت یہ ہے کہ روزانہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حسب معمول کسی وقت کی نشت میں مفاوضات فیضانیہ سے مستفید ہوتے ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ مختلف ملکوں کے لوگ توشہ وسامان سفر اپنے کاندھوں پر لیئے ہوئے مختلف جگہ سے آرہے ہیں ان میں خصوصاً بلوچستان کے لوگ زیادہ ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ مولانا صاحب یعنی حضور مبارک کا نام لے کر کہتے ہیں تشریف لائے ہیں اس لیئے ہم لوگ سفر کر کے حاضر ہوئے اس کے بعد میں نے دیکھا آپ نہیں ہیں در حقیقت حضور اکرم ﷺ (فداہ ابی وامی واولادی وآبائی وقومی) ہیں اور اس وقت تک جتنے روز مجالس میں حاضری ہوئی ہے وہ آنا حضور ﷺ کی مجلس تھی۔ (اصدق الرؤیا جلد ۲ صفحہ ۱)

فوائد: (۱) خواب کو غور سے پڑھیئے بالخصوص یہ جملہ آپ نہیں ہیں در حقیقت حضور ﷺ ہیں اس جملہ سے بالکل واضح ہو گیا کہ تھانوی حقیقت میں تھانوی نہیں بلکہ حضور ﷺ ہیں (معاذ اللہ)

(۲) اس خواب میں تبلیغی جماعت کی ٹولیوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس خواب سے وہ اس فریب میں آجائیں کہ جہاں ان کی مجلس ہوتی ہے وہاں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور ان کی مجلس حضور پاک کی مجلس ہوتی ہے چنانچہ خواب کے آخری جملے اس کی شہادت ہیں ان کی مجالس میں تو حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کی مجلس حضور پاک ہی کی مجلس ہوئی (معاذ اللہ) اگر اہل سنت یہ کہہ دیں کہ حضور پاک کسی خاص محفل میلاد میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں تو پھر انہی حضرات کی طرف سے شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

تھانوی کے جنازہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی حاضری: (معاذ اللہ)

ایک صاحب نے لکھا کہ آج کئی دن گزر گئے ہیں میں نے ایک خواب اشرفعلی کے متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے کے لیے جا رہا ہوں اب وہ شخص حضور ﷺ کے مزار مبارک پر جا کر آواز دی کہ مولانا کا انتقال ہو گیا ہے حضور ﷺ خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازہ کے لیے چلے۔

(اصدق الرؤیا)

اشرفعلی تھانوی امام اور امام الانبیاء ﷺ اس کے مقتدی: (معاذ اللہ)

خواب نظر آیا لیکن ایک اونچی کرسی کی سی مسجد ہے اور جمعہ نماز کے لیے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے کسی شخص نے کہا کہ یہ حضور ﷺ ہیں تو حضور ﷺ احقر کے بائیں جانب تھے احقر نے حضور ﷺ سے مصافحہ کیا اور احقر نے حضور ﷺ کے لیے اپنا رومال بچھا دیا۔

اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا حضور ﷺ اس طرف متوجہ ہو گئے حضور ﷺ کا لباس مبارک سفید تھا مگر حضور ﷺ کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ اشرفعلی تھانوی پڑھا رہے ہیں اور حضرت محمد ﷺ نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا اس خواب کی وجہ سے دل کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔

(اصدق الرؤیا جلد۲ صفحہ۲۳)

فوائد: دونوں خوابوں میں غور فرمائیے پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تھانوی کی نماز جنازہ پڑھی ظاہر ہے کہ تھانوی کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور ﷺ مقتدی بنے اور دوسرے خواب سے صراحتہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تھانوی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی امام ہوئے اور حضور ﷺ مقتدی ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی کا اتنا بلند مقام ہے کہ حضور ﷺ بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں۔

تھانوی کی مریدنی رسول اللہ ﷺ کی بغل میں: (معاذ اللہ)

تھانوی کی مریدنی کہتی ہے ایک جنگل ہے اور میں اس میں ہوں اور تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے ایک میں دو تین آدمی ہیں ہم سب کھڑے ہیں حضور ﷺ کے انتظار میں اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی تھوڑی دیر میں حضور ﷺ تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھ کو زور سے کھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا حضور بولے تجھ کو پل صراط پر چلنے کی عادت ڈالتا ہوں صورت شکل بالکل تھانوی جیسی ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (اصدق الرؤیا جلد۲ صفحہ۲۳)

فوائد: (۱) تھانوی کی مریدنی نے کہا میں ہوں ایک تخت ہے پھر ایک میں دو تین آدمی ہیں نامعلوم یہ دو تین آدمی ایک دم کہاں سے آگئے۔ ہوسکتا ہے کہ شاید پہلے نظر نہ آئے ہوں یا غیب سے نمودار ہو گئے ہوں۔

(۲) اس کے بعد شرمناک الفاظ کہ حضور ﷺ نے تشریف لا کر نہ تو ان دو تین سے سلام

کلام فرمایا بس آتے ہی ایک غیر عورت سے بغل گیر ہو گئے اور اتنا زور سے دبایا کہ سارا تخت ہل گیا وہ بھی ان دو تین آدمیوں کے سامنے۔ بتائیے کوئی بزرگ یا عالم تشریف لائیں اور ان کے انتظار میں دو تین آدمی اور ایک عورت از راہ عقیدت مندی کھڑی ہیں وہ بزرگ یا عالم آتے ہی اس عورت سے چمٹ جائے اور اتنے زور سے دبائے کہ سارا تخت ہلا کر رکھ دے نہ ان آدمیوں سے سلام اور نہ کلام، تو ان آدمیوں پر اس کا کیا اثر ہوگا؟ اور پھر اس بات کو شائع کر دیں، تو پڑھنے والوں کی نظر میں اس بزرگ یا عالم کی حیثیت کیا ہوگی؟

ایک عام بزرگ اور عام عالم کے لیے یہ بات انتہائی نامناسب اور شرمناک تصور کی جائے گی چہ جائیکہ حضور ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت (نعوذ باللہ)۔ حضور ﷺ تو غیر عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے۔

سوال...... یہ خواب ہے؟

جواب...... معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور ﷺ جس کو خواب میں ملتے ہیں تو وہ بلاشبہ آپ ہی ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو حضور ﷺ تو ایسی حرکت نہیں فرما سکتے ہاں اس خاتون نے آخر میں جو کہا ہے کہ صورت و شکل بالکل اشرفعلی تھانوی کی سی ہے تو اس سے مسئلہ کچھ حل ہو جاتا ہے اور یہ جو اس خاتون نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر پل صراط پر چڑھنے کی عادت ڈالتا ہوں۔ تو یہ بھی خوب ہے حضور ﷺ پوری ظاہری حیات میں کسی صحابی یا صحابیہ کو اس طرح پل صراط پر چڑھنے کی عادت نہیں ڈالی اس خاتون کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا؟ اور یہ بھی قابل غور ہے کہ عادت تو اس کام کی ڈالی جاتی ہے جو

ہمیشہ کرتا ہو پل صراط پر تو ایک ہی مرتبہ چلنا ہے شاید اس مریدنی کو بار بار گزرنا ہوگا بلاشبہ جو کوئی ایسی بات حضور ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہیں فرمائی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

سیدہ حضرت بی بی فاطمہ نے سینے سے چمٹایا:

مولوی اشرفعلی تھانوی اور مولوی فضل الرحمن کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹالیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ (الافاضات الیومیہ تھانوی جلد ۶ صفحہ ۳۷)

گستاخی ہی گستاخی:

مولوی اشرفعلی تھانوی نے بڑھاپے میں ایک کم سن شاگردنی سے نکاح کیا اس نکاح سے پہلے ان کے کسی مرید نے خواب میں دیکھا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے گھر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنیوالی ہیں جس کی تعبیر مولوی اشرفعلی نے یہ کی کہ کوئی کم سن عورت میرے ہاتھ آئے گی کیونکہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کا نکاح مبارک جب حضور ﷺ سے ہوا تو آپ کی عمر مبارک سات سال تھی وہی نسبت یہاں ہے کہ میں بڑھا ہوں اور بیوی لڑکی ہے۔ (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی ہے اگر اسے گستاخی نہیں سمجھتا تو اس سے یوں منواؤ کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شریف آدمی سے کہے کہ میں نے تمہاری والدہ سے رات خواب میں یہ کیا اور وہ کیا یعنی اس کو اپنی بیوی

سے تعبیر کرے تو وہ اس کو برداشت کر سکتا ہے ہرگز نہیں تو پھر ہم سنی مسلمان اپنی صدیقہ ماں رضی اللہ عنہا کے لیے ایسی باتیں کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔

مولوی عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ پرسوں شب گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ جناب (تھانوی صاحب) کی چھوٹی بیوی صاحبہ ہیں، اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں اب بڑے غور سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع ولباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ کیسے ہوئیں۔

(کتاب حکیم الامت از عبدالماجد دریا آبادی صفحہ ۵۵۹)

نبی کریم ﷺ دیوبندی مولویوں کے پیچھے:

انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداداللہ ہیں پھر باجی سے سنکر میں نے بھی یہی کہا کہ پھر دریافت فرمایا کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں۔ باجی نے فرمایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں...... الخ۔ معاذ اللہ (اصدق الرؤیا جلد۲ صفحہ ۲۶)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اللہ تعالیٰ تو آداب سکھائے ''لاتقدمو بين يدى الله ورسوله ''

(پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات،۱)

اور شب معراج تمام انبیاء علیہم السلام کے نماز میں امام بن کر آپ (ﷺ) سب کے آگے یہاں خواب (جو بیداری کے حکم میں ہے) میں حاجی صاحب کے پیچھے اور پھر اسے کتاب میں درج کر کے تشہیر کرنا گستاخی کے پروگرام نہیں تو اور کیا ہے یہ صرف عوام کو اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے خواب گھڑا گیا ہے۔

منگھڑت خواب

۱۲۹۲ھ،۱۸۷۶ء، میں جب دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی تو اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین نے خواب دیکھا کہ حضورا دارالعلوم میں تشریف فرما ہیں اور اپنے مبارک ہاتھوں کے ساتھ عصائے مبارک سے احاطہ کا نقشہ کھینچ کر فرمایا کہ اس جگہ مدرسہ تعمیر کیا جائے دن کو دیکھا تو واقعی نشان موجود تھے۔ (مبشرات ص)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

فقیر اس خواب کو منگھوت اس لیئے کہتا ہے کہ یہ دیوبندی مذہب کے سراسر خلاف ہے اس لیے اس خواب سے مندرجہ عقائد ومسائل ثابت ہوتے ہیں دیوبندی ان کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ ایسے عقائد پر شرک کا فتوی داغتے ہیں یعنی مذکورہ بالا خواب سے حضور اقدس نبی کریم ﷺ کا علم غیب وحاضر ناظر اور حیات النبی ہونا ثابت ہے اور یہ ماننا پڑے گا کہ:

(۱) حضور پرنور ﷺ کا خواب میں تشریف لانا بیداری میں تشریف لانا ہے۔

(۲) تقویت الایمان کے برعکس یہ ماننا پڑے گا حضور ﷺ آج بھی زندہ موجود ہیں

(۳) آپ جہاں چاہیں جس وقت چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

(۴) آپ کو پوری زمین کا علم ہے اگر آپ حیات النبی نہ ہوں تو تشریف لا کر عصائے مبارک سے نقشہ کس نے کھینچا کہ مدرسہ یہاں بناؤ نشان موجود ہیں اگر آپ کو پوری زمین کا علم غیب نہ ہوتا تو آپ کو پتہ کیسے چلتا کہ فلاں جگہ مدرسہ بن رہا ہے۔ اگر آپ میں متعدد مقامات پر تشریف لے جانے کی طاقت نہ ہوتی تو آپ دیوبند پہنچ کر نقشہ کیسے

بناتے۔اس پر ہمارا سوال یہ کہ یا دیوبندی تسلیم کریں کہ حضور ﷺ حیات النبی ہیں حاضر وناظر آپ کو علم غیب ہے یا پھر اس کہانی کے جھوٹ ہونے کا اعتراف کریں۔

خواب سو فیصد منگھڑت ہے:

ہمارا یقین کہ یہ خواب منگھڑت ہے سب سے پہلی دلیل وہی ہے جو فقیر نے اوپر لکھی ہے دوسرا یہ کہ دیوبندی فرقہ کے اکابر مصنوعی مقبولیت کے لیے اس قسم کے واقعات گھڑنے کے ماہر ہیں یقین نہ آئے تو مندرجہ ذیل کہانی پڑھ کر وہ کہنا پڑھے گا جو ہم نے کہا۔

نانی کی کہانی مولوی اشرفعلی تھانوی کی زبانی:

سوانح نگار نے لکھا کہ (اشرفعلی تھانوی) کے والد کی اولا د نرینہ زندہ نہ رہتی تھی اس کی ظاہر وجہ مرض خارش نے آگھیرا اور کسی صورت سے یہ مرض دفع نہ ہوتا کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے ایسی دوائی کھالی تھی جو دافع خارش تو تھی مگر قاطع ثابت ہوئی یعنی تھانوی کا باپ نامرد ہوگیا۔خوش دامن صاحبہ کو پتہ لگا تو وہ سخت پریشان ہوگئیں۔حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پانی پتی سے عرض کی کہ میری لڑکی (تھانوی کی ماں) کے ہاں لڑکے زندہ نہیں رہتے ہیں حافظ صاحب نے فوراً مجذوبانہ انداز میں فرمایا کہ عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کشاکش میں مرجاتے ہیں اب کی باری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کردینا۔اس معمہ کو کوئی بوجھ نہ سکا۔لیکن حکیم الامت کی والدہ کے ذہن رسا نے اس کے راز کو پالیا وہ کہہ اٹھیں کہ حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں کی ددھیال طرز پر تھے۔اب کی بار جب لڑکا ہوتو ننھیال وزن پر رکھا جائے جس کے آخیر میں علی ہو۔حافظ صاحب یہ سن کر ہنس

پڑے، اور فرمایا لڑکی بڑی ہوشیار ہے، میرا منشاء بھی یہی تھا پھر فرمایا اور بڑے جوش سے فرمایا ان شاء اللہ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور وہ زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی۔ ایک میرا ہوگا اور وہ مولوی ہوگا اور دوسرا دنیا دار ہوگا چنانچہ اس درویش نے جو کچھ تو کلا علی اللہ کہا تھا حرف حرف وہ پورا ہوا۔

''قلندر ہر چہ گوئید دیدہ گوئید'' (بوادر النوادر صفحہ ۲۱)

اور یہ واقعہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے خود بھی الافاضات الیومیہ میں بار بار دہرایا ہے اور اشرف السوانح اور مدلل بہشتی زیور کے مقدمہ میں بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

۱......نانی پیر کے پاس بچہ لینے گئی تو......

۲......عمرو علی کی کشائش یعنی جھگڑا میں ہمارے سنی مسلک بریلوی کی پہلی تائید تو یہ ہے کہ اللہ والے زندہ ہیں اور انہیں اپنے متعلقین و متوسلین کے دکھ سکھ کا علم ہے۔

۳......نیز یہ کہ باذنہ تعالیٰ وہ مارنے جلانے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔

۴......یہ کہ ان کو اپنی طرف منسوب ہونے سے خوشی ہوتی ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ قادری، چشتی، وغیرہ۔

تجھ سے در، در سے سگ، اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

۵......یہ کہ ان سے منسوب ہونے سے دنیوی و اخروی فوائد نصیب ہوتے ہیں۔

۶......مجذوب نے فرمایا دو لڑکے ہوں گے اس میں علم ما فی الصدر یعنی کل کیا ہوگا اور

مـافي الارحام یعنی بچہ ہوگا یا بچی ہوگی کا دعویٰ ہے جو مخالفین کے نزدیک حضور ﷺ کے لیے بھی ماننا شرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے۔ (معاذ اللہ) لیکن ایک مجذوب کے لیے نہ صرف مانا جارہا ہے، بلکہ عین حقیقت بتائی جارہی ہے۔

۷......دونوں کی مکمل سوانح عمری اجمالی طور پر بتادی کہ ایک مولوی ہوگا دوسرا دنیادار۔ اس میں کتنا بڑا دعویٰ ہے، لیکن کسی نبی وولی کے لیے ہم اہلسنّت ایسا کہیں تو شرک اور خود کہیں تو توحید۔

۸......جو کچھ مرددرویش نے کہا حرف حرف پورا ہوا۔

فائدہ: اگر ہم کہہ دیں یارسول اللہ ﷺ تیرے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کہ رہی تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے یعنی مشرک، مشرک اور بے شمار دفعہ مشرک، خود کہیں تو موحد، موحد، موحد۔

"قلندر هرچه گوئید دیده گوئید" قلندر جو کچھ کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے۔ یعنی قلندر ولی اللہ جو کہتا ہے وہ لوح محفوظ کو دیکھ کر کہتا ہے۔

انصاف: ناظرین ذرا تھوڑی دیر انصاف کا دامن تھام کر صاف گوئی سے کام لیں کہ اگر ہم جملہ انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے لیے عقیدہ رکھیں تو مشرک اور یہ صاحبان صرف مجذوب کے لیے مانیں تو عین ایمان۔ یا تو ہمارے ساتھ ہو کر جھگڑا ختم کریں یا پھر یہ دیکھیں کہ سرے سے یہ واقعہ تھانوی نے خود گھڑا تاکہ لوگ سمجھیں کہ تھانوی صاحب کیا ہیں۔

لطیفہ: تھانوی صاحب کی نانی صاحبہ نے پیر صاحب کو یہ بھی بتادیا کہ میاں دوائی کھانے

سے نامرد ہو گیا ہے اس سے کیا سمجھا آپ صاحبان نے......؟

ہم تو پیروں، فقیروں سے بچہ ملنے کی دعا کراتے ہیں، لیکن نانی نے پیر سے بچہ بھی مانگا اور بیج بھی۔

فائدہ: قارئین یاد رہے کہ یہ حافظ غلام مرتضٰی مجذوب تھے اور مجذوب کا مرتبہ اغواث اور اقطاب سے کم ہوتا ہے مولوی صاحب کی نانی کا ان کے پاس جانا اور مرادیں مانگنا کئی شرکوں پر مشتمل ہے۔ پھر ان کے نزدیک غلام مرتضٰی شرکیہ نام ہے۔ اب نتیجہ نکل کہ یہ امور اگر نا جائز اور شرک ہیں تو تھانوی کے خاندان کے لیے جائز بلکہ فخر اور اہلسنت کے لیے حرام اور شرک، کیوں؟۔

نکتہ......واقعہ سے ثابت ہوا کہ تھانوی مجذوب بخش ہیں۔

حسین بخش، پیر بخش، نبی بخش وغیرہ:

ایسے اسماء پر جھگڑے اٹھتے ہیں ہمارے عوام اہلسنت میں ایسے اسماء بکثرت ہیں ان کو شرک سے ڈرا دھمکا کر پریشان کرتے ہیں، حالانکہ یہ اسماء شرک نہیں۔ اس لیے کہ بخش اگر بمعنی بخشنے والا ہو تو بھی صحیح ہے کیونکہ قیامت میں اولیاء کی شفاعت حق ہے، تو بخشنے والا مجازاً ہے۔ چونکہ یہ شفاعت کے منکر ہیں اسی لیے صاف انکار تو نہیں کرتے اسی لیے ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں۔ اگر بخش کا معنٰی ہے پیر کی عطا ہے تو بھی جائز ہے۔ اس نے ہماری مراد یہ ہے کہ پیر کی عطا سے پیدا ہوا۔ یہ بھی مجاز ہے تو ایسا مجاز قرآن مجید میں موجود ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بی بی مریم سے کہا "لاھب لک غلاما ذکیا" تاکہ میں تمہیں ستھرا بیٹا بخشوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیٹا تو اللہ تعالیٰ نے بخشا

ہے لیکن جبرائیل علیہ السلام نے اس بخشش کو اپنی طرف منسوب کر دیا۔اسی طرح عملی طور پر تو تھانوی صاحب بھی مجذوب کی بخشش ہیں۔تو کیا مجذوب پیر فقیر نہیں ہیں؟۔مسئلہ کے لیے دیکھیے !فقیر کا رسالہ ''عبدالنبی وعبدالرسول نام رکھنا''۔

گنگوہی کا نانا اور نانوتوی کا دادا:

ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں یہ اسماء تو بکثرت ہیں۔لیکن ان کے اکابر کی لسٹ اٹھا کر دیکھیے تو اس میں بھی یہ اسماء کچھ کم نہ ہوں گے۔چنانچہ تذکرۃ الرشید میں گنگوہی کے نانا کا نام پیر بخش اور سوانح قاسمی میں نانوتوی کے دادا کا نام محمد بخش تو

''ماھو جوابکم فھو جوابنا''

ازالہ وہم: فرقہ دیوبندیہ ''ایاک نستعین'' پڑھ کر عوام کو بہکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب نماز میں اور قرآن پڑھ کر تم اقرار کرتے ہو کہ ہم صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں تو پھر انبیاء واولیاء سے کیوں مدد مانگتے ہو،مثلاً ہم اہلسنت پڑھتے ہیں:

انی فی بحرھم مغرق
خذ سیدی سھل لنا اشکالنا

یا قصیدہ بردہ شریف میں اس شعر کا وظیفہ کرتے ہیں

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند حلول الحادث العمم

ایسے کلمات نظم یا نثر ان کے نزدیک کفر وشرک ہے،طرفہ یہ کہ استمداد از غائبانہ پکارنے کو جائز بھی کہتے ہیں۔چند حوالے حاضر ہیں۔

بانی دارالعلوم دیوبند:

*) قصائد قاسمی میں مولوی قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سواء

نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(ف) اس میں حضور ﷺ سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے

اسماعیل دہلوی:

ترجمہ: صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ ۱۰۳ پر مولوی اسماعیل صاحب نے لکھا ہے کہ اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

تم اب چاہے ڈبوؤ یا تیراؤ یارسول اللہ ﷺ

رشید احمد گنگوہی: فتاوی رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۹ میں لکھتا ہے اور بعض روایات میں جو آتا ہے "اعینونی یا عباد اللہ" یعنی اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالی نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

(ف) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنگلوں میں کچھ اللہ کے بندے اللہ کی طرف سے اس لیے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں۔ ان سے مدد مانگنی جائز ہے مدعا ہمارا بھی یہی

ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد درست ہے۔اسے شرک کہنا اسلام اور شریعت پر بہتان باندھنا ہے۔لیکن افسوس کہ الٹا اس افتراء پروازی کو توحید سمجھا جاتا ہے۔

دیوبند کا شیخ الہند:

محمود الحسن،ادلہ کاملہ میں صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے......آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں، جمادات ہوں یا حیوانات ہوں، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔اور یہ بھی وجہ ہے کہ عدل ومہر آپ کے ذمہ واجب الاداتھا۔

اسماعیل دہلوی نے لکھا:اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولائیت بلکہ قطبیت وغوثیت اورابدالیت اورانہی جیسی باقی خدمات آپ کے زمانے سے لے کر دنیا ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اورامیروں کی امارت میں آپ کو دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ صراط مستقیم افادہ اول۔

(ف)اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ سلطنت،امیری،ولائیت اورغوثیت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو ملتی ہے۔

اشرفعلی تھانوی امداد الفتاوی مصنفہ مولوی اشرفعلی تھانوی جلد نمبر ۴(کتاب العقائد والکلام)صفحہ نمبر ۹۹ میں ہے جو استعانت واستمداد باعتقاد علم وقدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔مخلوق کو غیر مستقل مان کر ان سے استمداد جائز

ہے......الخ۔)

حیران نہ ہوں!

عوام حیران نہ ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جسے شرک وکفر کہتے ہیں پھر عین توحید واسلام بتاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ شتر مرغ کی چال چلتے ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''دیوبندی شتر مرغ ہیں''

قرآن پر پیشاب کا خواب: تھانوی کے مرید نے کہا کہ:

ا......میں نے خواب دیکھا ہے میرا اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے حضرت نے فرمایا میاں بیان تو کرو۔ان صاحب نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن پر پیشاب کر رہا ہوں حضرت نے فرمایا یہ تو اچھا خواب ہے۔

(مزید المجید تھانوی صفحہ ۱۶۶)

(۲) آپ نے فرمایا یہ بہت مبارک ہے۔(الافاضات الیومیہ جلد ۷)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

تھانوی نے چالاکی سے اس کی تعبیر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی طرف کردی تاکہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ہم نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں یہ تعبیر نہیں پائی۔اگر کسی میں ہو تو یہ بھی دیوبندیوں کی کارستانی ہوگی اس لیے کہ کتابوں میں ایسی عبارت کو گھسیٹنا بلکہ کتابوں کا نام تک مصنف کے نام لگا دینا ان کے ہاتھ کا کھیل ہے۔تفصیل فقیر کی کتاب ''التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی'' میں دیکھئے۔بہرحال یہ خواب بھی وہی بلی کے خواب چھیچھڑے

ہیں کہ یہ جب صاحب قرآن ﷺ کی گستاخی میں کسر نہیں چھوڑتے قرآن کی بے ادبی کے دیوبندی فتاویٰ بھی اس کی تائید کرتے ہیں تفصیل کے لیے دیکھیے فقیر کا رسالہ ''قرآن نہ جلاؤ''۔

دیوبندی فرقہ کا قطب عالم:

اہل اسلام کے نزدیک قطب عالم ایک بہت بڑا مقام ہے جو سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی یا سیدنا غریب نواز اجمیری جیسے اولیاء کبار رحمہم اللہ کے لائق ہے۔ لیکن دیوبندیوں نے یہ لقب مولوی رشید احمد گنگوہی کے لیے تجویز کیا ہے اس قطب عالم کے خواب کے نمونے ملاحظہ ہوں!

گنگوہی اور نانوتوی کا نکاح:

خلیفہ تھانوی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح حیات پر ایک کتاب لکھی ہے ''تذکرۃ الرشید'' اسی کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۲۴۵ پر لکھا کہ آپ ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دولہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی کفالت کرتا ہوں۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۴۵)

فائدہ: دوسرے خواب میں ہے کہ مجھے ان سے فائدہ ہوا، قاسم کی اولاد کی کفالت کی لیکن مولوی قاسم فوت ہوا تو گنگوہی کو اس سے کیا فائدہ پہنچا وہی جو ہم ان کے لیے کہتے ہیں کہ دل بہلانے کے لیے یہ خواب اچھا ہے۔

ملاحظہ ہوا دوسرا خواب: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اپنے دادا مرشد مولوی رشید احمد

گنگوہی کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

ایک بار ارشاد فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا نکاح ان سے ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔

(تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)

انتباہ: گنگوہی کا وہ صرف خواب نہیں بلکہ پختہ خیال تھا یہ مولوی اشرفعلی سے پوچھیئے وہ فرماتے ہیں کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ دن میں جس بات کا خیال زیادہ تر بسا رہتا ہے وہی رات میں خواب کی شکل میں نظر آتا ہے خیال یہی تو تھا جو بندھ گیا ہوگا چنانچہ خواب کے متعلق مولوی اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں: ہمارے خواب کی حقیقت تو اکثر یہ ہوتی ہے کہ دن بھر جو خیالات ہمارے دماغ میں بسے ہوئے رہتے ہیں وہ ہی رات کو سوتے میں اسی صورت میں یا کسی دوسری صورت میں نظر آجاتے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۵۵)

نیز ایک اور جگہ مولوی اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں: خواب اگر وہم بھی ہوتا ہم علامت محبت ہے کبھی رائی کی طرف سے کبھی دونوں کی طرف سے۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۶۱)

یقین ہو گیا:

فقیر نے گنگوہی کا خواب، پھر خیال لکھا تو اب وہ واقعہ پیش کروں جو خواب وخیال تھا وہ عین الیقین ہو گیا۔ گویا وہ خواب گنگوہی کی عین مراد بنکر بھرے مجمع میں دندناتا ہوا تشریف لایا۔ چنانچہ کتاب ارواح ثلاثہ کے مصنف لکھتے ہیں:

حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب وعم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع میں تشریف فرماتے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لیکر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۸۵)

یہ لواطت نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ اتنا خطرناک فعل بد ہے جس سے انسان تو انسان شیطان بھی خوف کھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب مرد، مرد پر سوار ہوتا ہے تو شیطان اس خوف سے بھاگ جاتا ہے کہ کہیں یہ لعنت اس پر نہ آجائے۔

فائدہ: اس فعل بد کی قباحت اور تفصیل کے لیے دیکھیے فقیر کی تصنیف "القباحة فی اللواطة"

انکشافات:

گنگوہی صاحب بڑھاپے تک قوت باہ کے تصور میں رہے نابینائی تو پہلے چلی گئی جب دانت بھی جواب دے گئے تو حلوہ خوری کی فرمائش فرماتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید) اور اطباء کو معلوم ہے کہ حلوہ میں کیا تاثیر ہے۔

مولانا محمد الیاس صاحب کا زمانہ گنگوہ میں گزرا، جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گزارا۔ (مولانا الیاس اوران کی دعوت صفحہ ۵۴)

سوال......ایسی باتیں فرقہ دیوبند کے قطب گنگوہی کی طرف منسوب کرنا موزوں نہیں۔

جواب......ہم کب منسوب کررہے ہیں ان کے سوانح نگار خود ہی انہیں بیان فرما رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر منسوب کی گئی ہیں چنانچہ خلیفہ تھانوی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نقل فرماتے ہیں:

ایک بار بھرے مجمع میں حضرت کی کسی تقریر ایک نوعمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکالیں مگر آپ مطلق چیں بہ چیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ۔

(تذکرۃ الرشید جلد صفحہ ۲۰)

فائدہ: گویا گنگوہی صاحب تو ایسی سب بے حیائی کی باتوں میں کافی ایکسپرٹ تو تھے ہی اور انہیں اس کا اچھا تجربہ بھی تھا کیونکہ جب وہ مرد سے بھی صحبت کرنے سے نہیں شرماتے تھے تو عورتیں ان کے لیے کونسی بڑی بات ہیں؟ اور عورتوں کا کونسا جسمانی عضو ان سے پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ اسی لیے بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ۔

اس کے آگے جہاں اور بھی ہیں:

ناظرین حیران نہ ہوں اس سے بڑھ کر دیوبند کے مجدد نے فرمایا:

مولوی اشرفعلی تھانوی نے بہشتی زیور صرف عورتوں کے لیے لکھی گئی ہے اس میں ذیل کے طبی چٹکلے درج فرمائے۔

ذکر پتلا یا موٹا:

ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جاوے (بہشتی زیور، بہشتی گوہر جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۴)

ذکر میں ضعف یا ڈھیلا پن:

خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے، اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کی کئی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔ (بہشتی زیور جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۳)

مجامعت:

دوسرے یہ کہ خواہش بدستور ہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ ہو۔ (بہشتی زیور جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۶)

خصیہ:

خصیہ کا اوپر چڑھ جانا، اس مرض سے چنک بھی ہو جاتی ہے۔
(بہشتی زیور جلد ۱۱ صفحہ ۱۴)

نوٹ: دیوبندی مولوی جب عضو مخصوص کے مختلف تصورات وحالات کے اسباق دیوبندی نوجوان دوشیزاؤں کو پڑھاتے ہوں گے تو پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے شاید......اور جب لڑکیاں اس کتاب کا مطالعہ کرتی ہوں گی تو ان کے نفسیاتی جذبات

ذکرو خصیوں کے تصور میں ڈوب کران پر کیا کیا نہ کر گزرتے ہوں گے۔

بوس وکنار:

بوس وکنار سے دونا ہوا عشق، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

(الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۱۹)

لڑکیوں کا کورس:

یاد رہے کہ کتاب بہشتی زیور صرف لڑکیوں کے لیے لکھی ہے چنانچہ مولوی اشرفعلی تھانوی خود لکھتا ہے کہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین کو اردو ہی میں کیوں نہ ہو، ضرور سکھلایا جائے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۳)

آخر ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا، خدا کا نام لے کر اس کو شروع کر دیا اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسوان کے بہشتی زیور رکھا گیا، اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہوگئی ہے ناظرین خصوصا لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں، اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو۔ (بہشتی زیور صفحہ ۱)

چنانچہ آج تک تقویۃ الایمان کے بعد بہشتی زیور کا ہر دیوبندی کے گھر میں ہونا ضروری ہے تجربہ کرلیں کہ دیوبندی ہو اور اس کے گھر میں تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور نہ ہو یہ نہیں ہوسکتا بلکہ ہر دیوبندی اپنی لڑکی کو جہیز میں بہشتی زیور کتاب کا دینا لازم سمجھتا ہے آزما کر دیکھیے۔

دیوبندی فرقہ کا مجدد حکیم الامت:

تھانوی کو فرقہ دیوبند مجدد مانتا ہے اور حکیم الامتہ بھی، اس کی بچپن اور جوانی کی

مجددانہ وحکیمانہ باتیں سیکھے۔

عجیب تخیل:

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ اس حفاظت شریعت کا ایک واقعہ ان ہی ماموں صاحب کا اور یاد آیا۔ حیدر آباد سے اول بار کانپور میں تشریف لائے تو چونکہ جلے بھنے بہت تھے۔ ان کی باتوں سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ عبدالرحمن صاحب مالک مطبع نظامی بھی ان سے ملنے آئے اور ان کے حقائق و معارف سنکر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت وعظ فرمایئے تا کہ سب مسلمان منتفع ہوں۔ ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ رندانہ دیا۔ کہا کہ خان صاحب میں اور وعظ صلاح کار کجا و من خراب کجا۔ پھر جب زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ ہاں ایک طرح سے کہہ سکتا ہوں اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمن خان صاحب بیچارے متین بزرگ تھے سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے یہ سن کر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے انگلی کرے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں بھڑوا ہے رے بھڑوا ہے رے بھڑوا اور اس رنگ میں حقائق و معارف بیان کروں (الافاضات الیومیہ صفحہ ۱۲۷، ۲۱۲، وصفحہ ۸۲)

فائدہ: ماموں جان نے تو شریعت سے مذاق اڑایا لیکن بھانجے کو کیا سوجھی کہ وہ حکیم الامتہ اور مجدد زمان ہو کر اس کے تمسخر و مذاق کو کیوں بیان فرمایا یہ صرف "اذالکفر ورتہ حنوع" کے کرشمے ہیں کیونکہ مجدد صاحب بچپن سے ہی ایسی لذیذ اور چٹ پٹی باتوں

سے جی بہلاتے تھے۔ سچ ہے

خدا جب دین لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے

حکیم الامت اور مجدد زمان مولوی اشرفعلی تھانوی نے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا میں نے کہا مزا ذکر میں کہاں، مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بیوی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں کہاں ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ ۳۱۷،۳۲)

بیوی بننے کا شوق خواجہ عزیز الحسن نے عرض کی:

میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ "کاش میں عورت ہوتا حضور کے نکاح میں" اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجے مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ (اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۲۸)

فائدہ: دیکھا حکیم الامتہ کی حکمت کہ خواجہ کی تمنا اور آرزو پر نہ صرف اظہار مسرت فرمایا بلکہ اسے اجر عظیم کی نوید بھی سنا دی۔

دلچسپ اور چیٹ پٹا واقعہ حکیم الامت اور مجدد زمان:

مولوی اشرفعلی تھانوی مورخہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ بعد نماز جمعہ اپنی ایک مجلس معرفت میں بے حیاء عورت کی حیاء کی مثال دیتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں: ایک شخص کسی کے مکان پر اس کو دریافت کرنے آیا تو اس کی بیوی نئی بیاہی ہوئی تھی۔ زبان سے کیسے بولے اور بتلانا ضرور تھا۔ اس لیئے کہا تو نہیں لہنگا اٹھا کر اور موت

کر اور اس پر کر پھاند کر گئی جس سے بتلا دیا کہ دریا پار گیا ہے بس یہ شرم کی کہ منہ سے تو نہیں بولی اور شرم گاہ دکھادی۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸)

معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کتاب تھانوی کے پسندیدہ واقعات میں بھی درج ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ انہیں بہت پسند تھا۔

انتباہ: یہ واقعات معمولی مولوی کے نہیں دیوبندی فرقہ کے مجدد کے ہیں۔

مجدد دین وملت:

یہ بھی اسلام کا بڑا عہدہ ہے جو ہر صدی کے سرے پر کسی بندہ خدا کو منجانب اللہ خود بخود عطا ہوتا ہے کسی کے اپنے دعویٰ یا کسی کے چند معتقدین کی تجویز نہیں ہوتی۔ دیوبندیوں نے اگرچہ مولوی اشرفعلی تھانوی کو مشہور کر رکھا ہے لیکن وہ بھی [illegible] نہیں بلکہ اوروں کا بھی ڈھنڈورہ پیٹا ہے اس کے باوجود اہل انصاف کے لئے چودہویں صدی کے مجدد برحق تجدید عرب وعجم کے علماء مشائخ کے ہاں مسلم ہے، ان کے کردار کا تو یہ حال ہے ان کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ تھی اور علم کا یہ عالم ہے کہ اس دور کے بڑے بڑے آپ کے علم کا لوہا مان گئے یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

نواب رامپور نے دوران گفتگو فرمایا: آپ ماشاء اللہ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں ہمارے یہاں مولانا عبدالحق خیر آبادی مشہور منطقی موجود ہیں، بہتر ہو آپ قدماء کی تصانیف سے کچھ انتہائی کتب ان سے پڑھ لیں، اتفاق سے اس وقت مولانا عبدالحق خیر آبادی بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے تعارف کرایا اور فرمایا کہ باوجود کمسنی کے سب کتابیں پڑھ چکیں ہیں اور فارغ التحصیل ہیں مولانا فضل الحق خیر

آبادی کے متعلق مشہور ہے وہ کہتے تھے ہیں کہ دنیا میں اڑھائی عالم ہیں، ایک مولانا بحرالعلوم، دوسرے والد ماجد (مولانا فضل حق خیرآبادی) اور نصف بندہ ناچیز۔ وہ ایک کم عمر لڑکے کو کیا عالم مانتے پوچھا آپ نے منطق کی انتہائی کتاب کونسی پڑھی؟ جواب دیا "قاضی مبارک" یہ سن کر مولانا خیرآبادی نے دریافت کیا "شرح تہذیب" پڑھ چکے ہو حضرت بریلوی نے فرمایا جناب کے ہاں شرح تہذیب قاضی مبارک کے بعد پڑھائی جاتی ہے؟ علامہ خیرآبادی نے یہ سن کر گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا: بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے؟ فرمایا "تدریس، تصنیف اور فتویٰ نویسی"۔ پوچھا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں" امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا جس مسئلے میں ضرورت دیکھی نیز فرق باطلہ کے رد میں"۔

مجدد بریلوی قدس سرہ کا بچپن:

آئندہ اوراق میں فقیر کچھ واقعات فرقہ دیوبند کے مجدد کے بچپن کے حالات کا پیش کرے گا اسی لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے مجدد برحق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے بچپن کے کچھ حالات عرض کردوں تاکہ اہل اسلام دیوبندی بریلوی کے نزاع کا فیصلہ خود کرسکیں۔ مولانا اقبال اختر کراچی نے لکھا ہے کہ:

شہر سرور بریلی شریف ہے گرمی کا زمانہ ہے رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتیں برکتیں خوب لٹا رہا ہے، بریلی شریف کے محلہ سوداگراں کے ایک علمی خاندان میں ایک بچہ کی روزہ کشائی کی تیاریاں ہورہی ہیں، آج عزیز و اقارب کو افطار کرانے کے لیے مدعو کیا گیا ہے۔ سہ پہر کا وقت ہوا تو سامان افطار کی تیاری شروع ہوگئی، ایک الگ کمرے میں

پھل فروٹ اور دیگر سامان کے علاوہ فرنی کے پیالے بھی چنے ہوئے ہیں۔

سخت گرمی ہے، بوجہ گرمی لوگوں کا برا حال ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ جلد وقت افطار ہو جائے تا کہ روزہ افطار کیا جائے، یکا یک بچہ کے والد اپنے بچہ کو لے کر اس کمرے میں جاتے ہیں اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے ہیں پھر ایک فرنی کا پیالہ اٹھا کر اپنے بیٹے کی طرف بڑھاتے ہیں اور امتحاناً کہتے ہیں۔لو! اسے کھالو، بچہ حیران ہو کر عرض کرتا ہے" ابا حضور: میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں اس پر والد صاحب نے کہا میاں کھا بھی لو، بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، میں نے دروزاہ بند کر دیا ہے اب کوئی دیکھنے والا نہیں، لو جلدی سے کھالو" یہ سن کر بچہ نے ادب سے عرض کیا، ابا حضور جس کے حکم پر روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے بچہ کا یہ جواب سن کر والد کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا، فرط مسرت میں اپنے ہونہار فرزند کو گلے لگا لیا، سینے سے چمٹا لیا اور پیار کرتے ہوئے باہر لے آئے اور پھر اوقات کار کے مطابق بچے اور سب نے روزہ افطار کیا۔

یہ بچہ کون تھا (نہایت خوشی سے کہہ دو احمد رضا)۵، ۶ برس کی عمر کا لڑکا اپنے گھر سے باہر کسی کام سے نکلا، ایک بڑا کرتا زیب تن کیے یہ بچہ خراماں خراماں جا رہا ہے کہ سامنے سے چند زنان بازاری (طوائف) کا گزر ہوا، بچہ نے جب ان کو دیکھا تو کرتے کے دامن سے اپنا منہ چھپا لیا، بچے کی یہ حرکت دیکھ کر ان میں سے ایک نے طنزاً کہا" میاں ستر کی تو خبر لو" بچہ نے جب سنا تو منہ چھپائے چھپائے ہی برجستہ جواب دیا" نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے، دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے"

بچہ کا جواب سن کر زن بازاری شرمندہ ولا جواب ہو گئی اور اپنا راستہ لیا، سننے والے بچہ کی اس ذہانت اور حاضر جوابی سے دنگ رہ گئے، یہ بچہ کون تھا (احمد رضا)۔

شہر علوم بریلی شریف میں ایک مدرسہ میں دینی تعلیم دی جارہی ہے بچے آتے ہیں اور اپنا سبق سنا کر جو استاد نیا سبق پڑھاتے ہیں، پڑھتے جاتے ہیں انہی بچوں میں ایک بچہ جب سبق لینے آیا تو استاد کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ کی اصلاح کرتے ہیں مگر بچے کی زبان پر نہیں چڑھتا، اتفاقاً اتنے میں اس بچے کے جد امجد اپنے وقت کے عالم جلیل تشریف لائے، انہوں نے جب بچہ کی تکرار سنی تو دوسرا قرآن پاک منگوا کر دیکھا تو وہاں پر کاتب کی غلطی تھی زیر کی جگہ زبر لگا دیا انہوں نے پہلے تو تصحیح کی پھر بچہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ استاد کی بات احتراماً تسلیم کر لینی چاہیے، بچہ نے جواب عرض کیا کہ میں تو حکم کی تعمیل چاہتا تھا مگر زبان ہی نہ بولتی تھی، بچہ کی یہ بصیرت دیکھ کر انہوں نے اس کے حق میں دعا کی، اس بچہ سے اکثر اسی قسم کی باتیں سرزد ہوتی رہتی تھیں۔ یہ بچہ کون تھا (کہہ دو احمد رضا) ایک مرتبہ بچہ کے استاد نے حیرانی کے عالم میں کہا کہ " تم جن ہو یا انسان"

ایک بار استاد موصوف بچوں کو پڑھانے نے مشغول تھے کہ ایک بچہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، استاد نے جواباً کہا کہ " جیتے رہو" اتنے میں ایک بچہ نے برجستہ کہا " یہ تو جواب نہ ہوا آپ بھی جواباً سلامتی بھیجئے۔ مولوی صاحب نے فوراً کہا " وعلیکم السلام" بچہ کی بروقت تنبیہ سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دینے لگے۔ نہ بچہ کون تھا (کہہ دو احمد رضا)۔

یہ بچہ کوئی عام بچہ نہ تھا اس بچہ کو تو قدرت نے عالم اسلام اور خاص کر ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے بریلی شریف میں مبعوث فرمایا آگے چل کر دنیائے اسلام میں عظیم شخصیت بن کر ابھرا جس کو علمائے عرب و عجم نے مجدد دین و ملت تسلیم کیا وہ کون ہے کہہ دو احمد رضا رضی اللہ عنہ۔

امام احمد رضا محدث بریلوی:

وہ امام احمد رضا جنہوں نے کم عمری میں زمانے کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ رسید کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ برصغیر (پاک و ہند) دارالغرب نہیں دارالسلام ہے اور یوں ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کو ذلت و غربت کی موت مرنے سے بچالیا۔

وہ امام احمد رضا ... جنہوں نے سب سے پہلے اس وقت ''دو قومی نظریہ کا پرچار کیا جب قائداعظم اور علامہ اقبال بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے۔ وہ امام احمد رضا...... جن کی خدمات، پاکستان کے لیے بابائے قوم اور شاعر مشرق سے کسی بھی طرح کم نہیں۔

وہ امام احمد رضا...... کہ ایسے عالم، وہ کونسا علم ہے جو کہ ان سے نہ آتا ہو، وہ فن ہی کیا ہے؟ جس سے وہ واقف نہ ہوں۔

وہ امام احمد رضا...... ایسے مفتی کہ ان کے ''فتاویٰ رضویہ شریف'' کی چند جلدیں مطالعہ کرنے کے بعد شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

''میں نے دور آخر میں ان (مولانا احمد رضا خاں) جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔ مولانا جو رائے ایک بار قائم کر لیتے ہیں اسے دوبارہ بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنا مؤقف ہمیشہ خاصی سوچ وبچار کے بعد اختیار کرتے ہیں۔

ہاں! عشق رسول ﷺ کی وجہ سے ان کی طبیعت میں شدت نہ ہوتی تو وہ اپنے دور کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوتے۔

وہ امام احمد رضا...... جو علم وفضل کے ایک وسیع سمندر تھے، وہ سمندر جس کے اندرونی رموز واسرار سے مکمل آشنائی تو ایک طرف۔ تاہنوز ساحل تک بھی رسائی نہیں ہو سکی۔

وہ امام احمد رضا...... جو زود نویسی، برجستہ تحریر اور تصنیفی استعداد کو تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔

وہ امام احمد رضا...... جن کی وسعت علمی فن تحریر اور محاسن کنز الایمان کا یہ عالم کہ اگر علم و فن کے بڑے بڑے ائمہ کرام کو مشاہدے کا موقع ملتا تو خدا کی قسم وہ شرف تلمذ کی آرزو کرتے۔

وہ امام احمد رضا...... جنہیں دنیا آج ''اعلیٰ حضرت'' امام اہلسنّت فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

آپ نے ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ جون ۱۸۵۶ء بوقت ظہر اس دنیائے فانی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے آپ کا نام محمد تجویز فرمایا اور جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے ''احمد رضا'' تاریخی نام ''المختار'' رکھا گیا جس سے آپ کا سن ولادت ۱۲۷۲ء برآمد ہوتا ہے حضور رحمت عالم ﷺ کی سچی غلامی پر فخر کرتے ہوئے آپ اپنے نام سے پہلے ''عبدالمصطفیٰ'' کا اضافہ کر کے یوں لکھا کرتے تھے ''عبدالمصطفیٰ رضا خاں'' آپ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ مسنونہ ہوا، اسی دن آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر تھی کہ یہ فرزند ارجمند فاضل و عارف ہوگا۔ چنانچہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمایا اور چھ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر فرمائی۔

دعوت انصاف:

یہ ہے وہ بچہ جسے عرب وعجم کے بلند پایہ علماء ومشائخ نے مجدد برحق مانا۔اس بچہ کی بچپن کی کیفیت بطور نمونہ عرض کردی گئی ہے۔

اب دیوبندی فرقہ کے مجدد اور اس بیمار قوم کے حکیم صاحب کا حال ملاحظہ ہو:

مجدد دیوبندیت کا بچپن:

مولوی اشرفعلی تھانوی ۱۷ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر اپنی ایک مجلس معرفت میں اپنے بچپن کے واقعات کا تذکرہ فرماتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں:

ایک روز سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کر کے ان کو برابر رکھا اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا وہ گویا کہ امام تھا اور رنگ کھڑے کر کے اس پر کپڑے کی چھت بنائی وہ مسجد قرار دی۔(الافاضات الیومیہ جلد۲ صفحہ ۲۷۴)

فائدہ: جس کی مسجد اور امام ایسا ہو اس گروہ کا مجدد کیسا ہوگا۔

اس مجدد کی بچپن کی شرارت ملاحظہ ہو خود تھانوی نے فرمایا:

ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اس کے شامیانہ پر پھینک دیئے نمازیوں میں غل مچا کہ جوتے کیا ہوئے ایک شخص نے کہا کہ یہ لٹک رہے ہیں مگر کسی نے کچھ نہ کہا یہ خدا کا فضل تھا۔

(الافاضات الیومیہ جلد۲ صفحہ ۲۷۵)

ایک اور شرارت:

خود تھانوی جی نے فرمایا: ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا ایک مرتبہ کسریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے گھر کے سامنے بازار ہے میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

وہ اشرفعلی تھانوی جو اپنے بھائی کے سر پر پیشاب کرنے کا تجربہ کار ہو، وہ اگر بڑا ہو کر اولیائے کرام کو مشرک و بدعتی وکافر بتائے، اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کرے تو کیا کوئی بڑی بات ہے۔

ایک اور شرارت:

خود مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے کہ ہم لوگ والد صاحب کے پاس رہتے تھے، تین چار پائیاں برابر بچھی ہوئی تھیں، والد صاحب اور ہم دونوں بھائیوں کی، میں نے رسی لے کر سب کے پائے ملا کر خوب کس کر باندھ دیئے اور لیٹ کر سو گئے، پھر والد صاحب بھی آ کر لیٹ گئے، اتفاق سے بارش آئی تو والد صاحب اٹھے اور اپنی چارپائی گھسیٹی، اب وہاں تینوں چارپائیاں ایک ساتھ چلی آ رہی ہیں، بیحد غصے ہوئے اور فرمایا کہاں ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)

بازاروں میں چلتے ہوئے کھانا:

میں دروازے پر کھڑے ہوکر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا، اگر کبھی اسلامی سلطنت ہوجائے، تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

کھڑے ہوکر یا چلتے ہوئے کھانے سے نہ صرف گواہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ بھی لیکن مجدد دیو بندیت کو کیا اس کو تو گناہ مرغوب ہے جو مجدد گناہ سے پیار کرتا ہے تو وہ خاک تجدیدی کام کرے گا۔

مشہور شرارتی اشرفعلی تھانوی:

جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی۔ لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے ان کے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔

(الافاضات الیومیہ تھانوی جلد ۴ صفحہ ۲۷۴)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ایسے شرارتی اور چوٹی کے شرارتی کو دیو بندی فرقے کے موحدین اپنا مجدد مانتے ہیں۔

زن مرید اشرفعلی تھانوی:

دیو بندیوں کے مجدد صاحب نے اپنی عورت کی معمولی وجہ سے نماز توڑ ڈالی چنانچہ خود کہتا ہے کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا، کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا دوڑا آیا، خبر

لایا کہ آپ کی بیوی گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔(اشرف المعمولات مطبوعہ تھانہ بھون صفحہ ۱۴)

نوٹ: دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں اگر حضور کریم ﷺ کا خیال آجائے، تو یہ خیال محمدی اپنے گدھے میں سراسر ڈوب جانے سے بھی کئی درجہ بدتر ہے، چنانچہ دیوبندیوں کا امام اول اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

"گو جناب رسالت ماب باشند بچندیں مرتبہ بدتراز استغراق درصورت گاؤ خر خوداست"(صراط مستقیم فارسی صفحہ ۵۸)

اب اہل دل ان دیوبندیوں وہابیوں کی قلبی شقاوت کا ملاحظہ کریں، کہ ایک طرف تو یہ محبوب دو عالم ﷺ کے مقدس تصور کو گدھے سے بدتر بتائیں، اور دوسری طرف ان کے تھانوی صاحب اپنی بیوی کے لیے سرے سے نماز ہی توڑ ڈالے تو اس کے تصوف میں ذرہ فرق نہ آئے۔

اکابر دیوبند کی عادات کے نمونے

دیوبندیوں کو بچوں کے کمر بند کھولنے کی عادت:

ایک دفعہ بنو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا، باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا، تو مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی، اور فرمایا ہم بھی بنو اور اس کے کرتب دیکھیں۔ بچوں سے ہنستے بولتے اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب کے بچے تھے سے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھولتے تھے۔

مولوی محمد قاسم کی لڑکوں کے پاجامے کھولنے کی یہ عادت کیا اچھی تھی؟

لڑکے سے عشق:

حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خان صاحب مرحوم مرادآبادی حضرت نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے۔ طبعیت کے بہت پختہ تھے جدھر طبیعت مائل ہو جاتی، پختگی اور انہماک کے ساتھ ادھر جھکتے تھے، انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے سنایا، کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی میں گذرنے لگے میری عجیب حالت ہو گئی، تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا......الخ۔ (اشرف التنبیہ)

دیوبندی مجدد کی ایک اور شرارت:

خود اشرفعلی تھانوی نے فرمایا: میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا بھائی صاحب نے آ کر میرے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تھے میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا اتفاق سے اس وقت والد صاحب تشریف لائے فرمایا یہ کیا حرکت ہے میں نے عرض کیا ایک روز انہوں نے میرے سر پر پیشاب کیا تھا۔ بھائی نے اس کا بالکل انکار کر دیا پھر آگے فرماتے ہیں غرض جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم دونوں بھائیوں کو سوجھتی تھی۔

بڑی دور کی سوجھی: گویا کہ تھانوی صاحب نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے اینٹ کا جواب اینٹ ہی سے دیا۔

موجی لوگ:

دیوبندی موجی لوگ ہیں موج میں آ گئیں تو امام الانبیاء ﷺ کا انکار کر دیا۔

موج میں آئیں تو نانی کو نبی علیہ السلام سے بڑھا دیا۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمن فاضل دیوبند لکھتے ہیں: امی جی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب وحضرت مولانا الیاس صاحب کی نانی ہوتی ہیں نہایت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا، عجیب وغریب مہک تھی کہ آج کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔ (تذکرۃ مشائخ دیوبند حاشیہ صفحہ ۴۶)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ نانی تھی یا عطر تیار کرنے والی فیکٹری؟

اگر ہم ایسی بات کسی ولی کامل تو کیا خود حضور ﷺ کے لیے بیان کریں تو دیوبندی آسمان کو سر پر اٹھا لینگے۔ بلکہ آسمان سر پر اٹھا لیا چنانچہ فقیر نے ۱۳۸۴ء/۱۹۶۴ھ میں بہاولپور میں ایک تقریر میں کہا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے فضلات (پیشاب وپاخانہ، پسینہ پاک) خوشبودار تھے اس پر شہر کے دیوبندیوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ فقیر نے جب شفا شریف اور مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ کی احادیث مبارکہ دکھائیں تو حسب عادت کہا کہ یہ روایات ضعیف ہیں میں نے کہا تمہارا ایمان ضعیف ہے احادیث صحیح ہیں اس کے بعد فقیر نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں ان میں تفصیل کے ساتھ احادیث بھی ثابت کر دکھلائیں۔

نانی کا پوتڑا تبرک:

عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں: بی امی کی عمر طویل ہوئی اور انہوں نے نواسوں کی اولادوں کو بھی دیکھا۔ اخیر عمر میں بصارت اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھیں اور مرض

الموت میں تین سال کامل صاحب فراش رہیں مگر نہ قلبی ولسانی ذکر اللہ میں فرق آیا اور نہ صبر ورضا بر قضا میں کمی لاحق ہوئی۔ جس مریض کو تین سال مرض میں اس طرح گذریں کہ کروٹ بدلنا بھی دشوار ہو اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بد بو دھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا غسل کے لیے چارپائی سے اتارنے پر ایسی نرالی مہک پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد وعورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔ (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۹۲، ۹۷)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

دیوبندی ایک طرف تو نبی ﷺ کے تبرکات پر اعتبار نہیں کرتے انہیں حرام وناجائز اور بدعت کہتے ہیں ادھر نانی کے پوتڑے کو متبرک بنا رہے ہیں، عجیب رنگ ہیں زمانے کے۔

تبرکات اور اہلسنت:

اہلسنت حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء کرام کے تبرکات کو حرز جان وایمان سمجھتے ہیں۔ دیوبندی اس کے منکر ہیں، بلکہ تبرکات کے خلاف مناظروں پر اتر آتے ہیں۔ اور دلائل میں کہتے ہیں اگر تبرکات فائدہ دیتے تو حضور ﷺ اپنا مبارک پیراہن ابی بن ابی سلول منافق کو اس کے مرنے کے بعد پہنایا۔ ایسے ہی تبرکات کی دشمنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجر رضوان کٹوا دیا تھا۔

ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو فرمایا تیرا نفع ونقصان کچھ نہیں حضور ﷺ تجھے نہ چومتے تو ہم تجھے کبھی نہ چومتے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہاں نانی کا گندا پوتڑا متبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔اس سے ہم انہیں کیا سمجھیں۔

خود بتلا دیا کہ بتلائیں ہم

مذکورہ بالا اعتراضات کے جوابات کے لیے فقیر کی تصانیف "التحریر النمسجد اور البرکات فی التبرکات" کا مطالعہ کیجیے۔

فضلات الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم :

عالم اسلام کے جملہ علماء و مشائخ متفق ہیں کہ تمام فضلات (خون، پیشاب، پاخانہ، پسینہ) سب طاہر بلکہ معطر و معنبر تھے یہاں تک دیوبندیوں کا مجدد مولوی اشرفعلی تھانوی بھی ملاحظہ ہو! (نشر الطیب)

یہاں پر فقیر مختصراً چند حوالے لکھ دیتا ہے تا کہ شکی مزاج شک میں نہ رہے۔

شفاء شریف:

ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء مطبوعہ مصر جلد ا میں رقم فرماتے ہیں "فقد قال قوم من اهل العلم بطهارة هذين الحدثين منه صلى الله عليه وسلم وهو قول بعض اصحاب الشافعى "(یقیناً بعض اہل علم نبی کریم ﷺ کے حدثین (پیشاب، پاخانہ) کے پاک ہونے کے قائل ہیں۔اور یہی قول بعض شافعی حضرات کا بھی ہے۔

ابن حجر کی شرح بخاری:

فتح الباری شرح بخاری جلد ا صفحہ ۲۱۸ میں ہے صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلاته وبه قال ابو

حنیفه رحمة الله علیه کما نقله فی المواهب اللدنیة عن شرح البخاری للعینی. بعض شافعی ائمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیشاب مبارک کے پاک ہونے بلکہ تمام فضلات کے طاہر ہونے کے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ جس طرح مواہب لدنیہ میں شرح بخاری عینی سے منقول ہے عینی شرح البخاری جلد ا صفحہ ۸۲۹، ۷۷۷ اور عقود الدریہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ میں مرقوم ہے: "وتکاثرت الادلة علی طهارة فضلاته صلی الله علیه وسلم وعد الائمة من خصائصه" حضور نبی کریم ﷺ کے فضلات کے پاک ہونے پر کثرت سے دلائل موجود ہیں۔ اور ائمہ کرام نے اس کو آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

کتب مذکورہ میں یہ عبارت بھی موجود ہے:

ان فضلاته علیه الصلوٰة والسلام طاهرة کما جزم به البغوی وغیره وهو المعتمد و ذکر احادیث ثم قال وهذه الاحادیث مذکوره فی کتب الصحیح. یقیناً نبی پاک ﷺ کے فضلات پاک ہیں جس طرح کہ علامہ بغوی وغیرہ نے جزم کیا اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اور کافی حدیثیں ذکر کرنے کے بعد کہا یہ حدیثیں صحیح کتابوں سے ذکر کی گئی ہیں۔

وقال قوم بطهارة الحدثین منه صلی الله علیه وسلم ای البول والغائط وکذادمه وسائر فضلاته. (مجمع البحار جلد ا صفحہ ۲۴۴)

اور ایک گروہ نے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے حدثین یعنی پیشاب و پاخانہ اور خون اور تمام فضلات کو پاک وطیب کہا ہے۔

عقیدت صحابہ رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر قرآن وحدیث اور دین کو سمجھنے والا اور کون ہوگا انہوں نے فضلات کو نوش فرمایا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کا خون مبارک نوش فرمایا۔اور آپ حضور ﷺ نے ان پر کوئی مواخذہ اور گرفت نہیں فرمائی بلکہ انہیں دوزخ سے آزادی کی بشارت دی۔جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ آپ کا خون پلید وحرام نہیں بلکہ طیب ومنزہ ہے۔مزید براں صحابیات رضی اللہ عنہن سے حضور کا پیشاب پینا بھی ثابت ہے۔

عبداللہ بن زبیر و مالک بن سنان رضی اللہ عنہما:

شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ میں ابوالفضل قاضی عیاض علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

ومنه شرب مالک بن سنان دمه یوم احد وقوله له لن تصیبه النار ومثله شرب عبدالله بن الزبیر دم حجامته ولم ینکر علیه

اور انہی روایات میں سے حضرت مالک بن سنان کا احد کے دن خون مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے پچھنے لگوانے کا خون مبارک پینا اور آپ کا اس پر برا نہ منانا ثابت کرتا ہے کہ آپ کا خون مبارک پاک ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: مظاہر حق جلد ۵ صفحہ ۱۳۶ میں ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے خون چوسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرا خون چوسا اس کو آگ مس نہ کرے گی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: الھدیة المزجاة صفحہ ۹۹ میں مولانا محمد عنایت اللہ لکھنوی نے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ پچھنے لگوائے اور خون حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیا کہ اس کو کسی علیحدہ جگہ ڈال آؤ۔ حضرت عبداللہ نے اس کو پی لیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کو آگ نہ چھوئے گی مگر قسم اتارنے کے لیے۔ یعنی ان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا کو پورا کرنے کے لیے۔

ام یمن رضی اللہ عنہما: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء جلد ا صفحہ ۲۱ میں یہ حدیث درج فرمائی ''وقد روی نعم من ھذا عنه فی امرأۃ شربت بوله فقال لها لن تشتکی وجع بطنک ابدا وحدیث ھذہ الامرأۃ التی شربت بوله صحیح الزم الدارقطنی مسلما والبخاری اخراجه فی صحیح واسم ھذہ الامرأۃ برکه واختلف فی النسب وقیل ھی ام ایمن وکانت تخدم النبی صلی اللہ علیه وسلم،قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قدح من عیدان یوضع تحت سریرہ یبول فیه من اللیل فبال فیه لیلة ثمه افتقدہ فلم یجد فیه شیئاً فسال برکة عنه فقالت قمت وانا عطشانة فشربته''

اور ضرور انہیں سے اس کی مثل یہ بھی روایت کیا گیا ہے اس عورت کے متعلق جس نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب نوش کیا تو حضور ﷺ نے اسے فرمایا کہ تجھے ہرگز پیٹ کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور اس عورت کی حدیث جس نے آپ کا پیشاب پیا، صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے اس حدیث کے متعلق امام مسلم و بخاری پر الزام لگایا کہ اپنی صحیح میں کیوں اس کو بیان نہ

کیا۔اس عورت کا نام برکہ ہے اس کی نسب میں اختلاف ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ ام ایمن ہے جو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کیا کرتی تھیں۔اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے عیدان لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ حضور رات کو اس میں پیشاب فرماتے تھے۔ایک رات حضور ﷺ نے اس میں پیشاب فرمایا پھر اس پیالہ کو خالی پایا۔تو ام ایمن برکہ سے دریافت فرمایا تو اس نے عرض کی کہ حضور ﷺ (میں نیند) سے اٹھی اور پیاسی تھی تو میں نے اسے پی لیا۔

عارف رومی علیہ الرحمہ نے بھی اپنے اس عقیدے کو برملا الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے:

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا

واں خورد گردد ہمہ نور خدا

دنیا کے لوگ طرح طرح کی بہترین غذائیں اور پھل اور سبزی کھائیں تو ان سے پلیدی اور غلاظت بن کر نکلتی ہے اور وہ حبیب خدا ﷺ تناول فرمائیں تو سب کا سب نور خدا بن جاتا ہے۔

فائدہ: ہماری گرفت پر دیوبندی تو پھر بھی مان جاتے ہیں کہ واقعی حضور ﷺ کے فضلات طاہر و مطہر اور معطر و معنبر تھے۔لیکن غیر مقلدین وہابی ضد کے پکے ہیں نہیں مانتے حالانکہ دار قطنی کی سند صحیح ہے اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ اپنی خواہش کے بندے ہیں حدیث کا دعویٰ لفظی ہے در حقیقت یہ منکرین حدیث ہیں چکڑالوی (منکرین حدیث مذہب انہی کا تیار کردہ ہے۔

الغیاذ: علم رسول اللہ ﷺ کے فضلات مبارکہ پاخانہ، پیشاب، اور پسینہ، خون کو طاہر

ومطہر اور معطر و معصم مانتے ہیں۔ لیکن کسی ولی اللہ کے لیے بھی ہم نے ایسی جرات نہیں کی لیکن دیوبندیوں پر مذکورہ بالا مسئلہ (طہارۃ و خوشبوئے فضلات) پوچھ تو تجربہ کرلو فوراً کہیں گے توبہ توبہ۔ لیکن جب نانی کا حوالہ دکھاؤ تو ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔ افسوس ہے کہ موج میں آجائیں تو نانی کا پاخانہ خوشبودار مان لیں بے ایمانی پہ آجائیں تو نبی علیہ السلام کے کمالات کا انکار کر دیں۔

حسین احمد کانگریسی، حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا امام: (معاذ اللہ)

''حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب کسی حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی۔ جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔

اس مجموعہ خطبات میں وہ خطبہ نظر انور سے گزرا جو مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ، خطبہ جمعہ پڑھا کرتے ہیں، جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع تھا۔ مصلیوں نے فقیر (مولانا مرغوب) سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل علیہ السلام سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ (شیخ الاسلام نمبر ۱۴۶، کالم ۴)

فائدہ: کیا یہ حیرت واستعجاب کی بات نہیں کہ مولانا مدنی کے عاشق صادق مولانا مرغوب

احمد صاحب لاجپوری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہنے کی جرات و ہمت کیسے کی کہ وہ نماز نہ پڑھائیں، بلکہ خود حضرت خلیل اللہ ایک غیر نبی کی اقتدء کریں؟ کیا غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھنا، نبی اور رسول کے پیچھے نماز پڑھنے سے افضل ہے؟ کیا امامت کے مستحق مولانا مدنی، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے زیادہ تھے؟ کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں تو اور کیا ہے؟

دیوبند کے جھونپڑے ہی بہشت ہیں:

بہشت کی تعریف قرآن وحدیث میں واضح ہے لیکن دیوبندیوں کی بہشت کچھ اور طریقہ کی ہے۔

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ان ہی حضرات کی برکت تھی، مقبولیت پر یاد آیا، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ، یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں، جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسے کے چھپر پر نظر پڑی تو ویسے ہی چھپر تھے۔ (الافاضات الیومیہ تھانوی جلد ۱ صفحہ ۶۶)

اہل سنت کی جنت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

لبنة من ذهب ولبنة من فضة وملاطها المسك الاذفر وحصباؤها اللؤلؤ والياقوت وتربتها الزعفران۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۷ مطبوعہ نور محمد کراچی)

یعنی جنت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور کستوری عمدہ سے اس کا گارہ ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت اور اس کی مٹی زعفران ہے۔

مگر دیوبندی کہتے ہیں کہ جنت چند چھپروں کا نام ہے۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے فرمائے ہوئے بہشت کے منکر ہیں اور جنت وحشر ونشر پر ان کا ایمان نہیں بلکہ ان کے نزدیک جنت صرف مدرسہ دیوبند کا ہی نام ہے اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ بہشتی ہو گیا پھر وہ خواہ کفر کرے یا کچھ اور۔ کیوں جناب؟ حضرت گنج شکر فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ سرکار پاکپتن شریف کے دروازے کو تو بہشتی کہنا گناہ ہوتا ہے، مگر مدرسہ دیوبند کو بہشت کہنا کیسے جائز ہو گیا؟ یہ تو تھانوی دیوبندی امت کا بہشت اب ان کی حوریں بھی ملاحظہ فرمالیجیے:

ہندوستانی عورتیں حوریں:

میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔

(الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۳۷ سطر ۱۵)

نوٹ: مرزا صاحب نے بھی اپنی امت کے لیے حوریں بنائی تھیں، تو تھانوی صاحب نے بھی اپنی ذریت کے لیے کوشش فرمائی اور ہندوستانی شاید اس لیے فرمایا کہ دیوبندی مذہب ہندوستان کے ہندوؤں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ بعض صاحبان بزرگان اسلام کے دروزہ پر بہشتی دروازہ کا لفظ بولنے سے بہت چڑتے ہیں، شاید اس لیے ہو کہ اس دروازے سے گذرنے والے کہیں، مگر گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا بلکہ وہ تو فرمان مبارک نبوی ﷺ "القبر روضۃ من ریاض الجنۃ" (کنز العمال) کی

نسبت سے اس لفظ کا اطلاق کیا کرتے ہیں۔

خواب چھچھڑے:

آ گئی ناں وہی بات کہ بلی کے خواب چھچھڑے، وہی خواب دیوبندیوں نے دیکھے اس لیے کہ کہاں جنت خداوندی اور کہاں دیوبند کے گندے چھپر، ایسے ہی کہاں جنت کی حسین وجمیل حوریں اور کہاں یہ ہندوستان کی کالی کلوٹی عورتیں۔ لیکن چونکہ دیوبندیوں، وہابیوں کو بہشت نصیب ہی نہ ہوگی تو وہ خیالی اور خواب جیسی جنت اور حوروں سے دل بہلا رہے ہیں۔

عورت کا فرج میٹھا تھا یا کڑوا؟

مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی، کہو حافظ جی نکاح کر لو، بڑا مزہ ہے حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی، مزہ کیا خاک آتا، صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے بڑہ مزا ہے ہم نے روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا حافظ جی مارا کرتے ہیں۔ آئی شب حافظ جی نے بے چاری کو خوب زور کوب کیا، دے جوتہ، دے جوتہ، تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے سسرے نے دق کر دیا، رات ہم نے مارا بھی مزا نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی، تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی، کہ مارنے سے یہ مراد ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی، صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے…… الخ۔

(الافاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۷، جلد صفحہ ۱۱۱)

حضرت علی نے سید احمد بریلوی کو نہلایا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے پہنائے: معاذ اللہ:

سید صاحب نے ایک روز خواب میں ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے سید صاحب کی خوب شست وشو کی جیسے کہ ماں باپ بچہ کو نہلاتے وقت شست وشو (صفائی) کرتے ہیں۔ اور حضرت فاطمہ نے آپ کو عمدہ لباس پہنایا۔ (مخزن احمدی از سید محمد علی صفحہ ۲۴)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

۱......سید صاحب کے مریدین نے اس خواب کو سچا سمجھا اور سید صاحب کی بزرگی میں بطور دلیل پیش کیا۔

۲......سید صاحب کے مریدین نے اس خواب کو مریدوں کے سامنے اپنی بڑائی اور بزرگی کے طور پر پیش کرتے ہوئے حیا محسوس نہ فرمائی۔

۳......برہنگی کی حالت میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایسے غسل دیا جیسے ماں باپ بچہ کو غسل دیتے ہیں اور سید صاحب کے بدن کی خوب صفائی کی۔

۴......اس ۲۵ سالہ معصوم بچہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عمدہ لباس پہنایا سید صاحب غالباً سات ہی روز میں بے حیائی کی ساری منزلیں طے کر کے اس مقام تک پہنچ

گئے تھے

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

۵......اصل بات یہ ہے کہ سید صاحب کو اپنی بزرگی اور برتری کا خبط تھا، اس لیے مریدین سے اس کا ذکر کیا کہ جب حضرت علی ﷜ غسل دے رہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عمدہ لباس پہنا رہی ہیں تو اس سے بزرگی میں اضافہ ہوگا مریدین کی حسن عقیدت میں زیادتی ہوگی، اس خیال میں حیا کو بھول گئے۔

نوٹ: یہی خبط دیوبندیوں کے لیڈروں اور مولویوں کو عام ہے تبھی تو اس کے خواب انہیں نظر آتے ہیں۔

میلاد خواں و نعت خواں کو زیارت:

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ایک بہت معمر حافظ صاحب تھے جو بعد میں قصبہ بڑوت میں جا کر رہنے لگے تھے ان کو ہمارے طبقہ کے اکابر حضرت جیسے حاجی امداد اللہ صاحب سے خاص تعلق تھا گو اس وقت کسی سے بیعت نہ تھے۔ ان کو مولود شریف اور اشعار نعتیہ کا بہت شوق تھا اور بہت اہتمام تھا۔ انہوں نے مجھ کو اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہم اس سے خوش نہیں ہوتے جو ہماری بہت تعریف کرے بلکہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو ہمارا اتباع کرے۔ (ملفوظات حصہ ہفتم صفحہ ۱۸۵)

فائدہ: اگرچہ اس میں بھی تھانوی کی اپنی حرکت اضافی کو بھی دخل معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ تو ثابت ہو گیا کہ میلاد شریف اور نعت خوانی شرعاً محبوب و مرغوب عمل ہے۔ اگر یہ امور

بدعت ہوتے جیسے دیوبندی فرقہ کا فتویٰ ہے تو ہمارا سوال ہے کہ بدعتی کو حضور ﷺ کی زیارت کا کیا معنیٰ۔

اشرفعلی تھانوی کی خوش فہمی:

تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ محسن کاکوروی مشہور نعت گو شاعر کے فرزند مولانا انوارالحسن کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب ذیل میں درج ہے جس سے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرفعلی تھانوی کے منجانب اللہ مقام ارشاد پر فائز ہونے اور اپنے وقت کے مجدد ہونے کی بشارت ملتی ہے۔

فرماتے ہیں میں نے سفر حج میں بمقام مدینہ طیبہ حضرت تھانوی کے متعلق خواب دیکھا حالانکہ اس زمانہ میں مجھ کو مولانا تھانوی سے کوئی خاص عقیدت بھی نہ تھی البتہ ایک بڑا عالم ضرور سمجھتا تھا اور میرا خاندان بھی علمائے حق کا کچھ زیادہ معتقد نہ تھا۔ غرض مدینہ طیبہ میں مولانا تھانوی کا مجھے کوئی بعید سے بعید خیال بھی نہ تھا کہ ایک شب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک چارپائی پر بیمار پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مولانا تھانوی تیمارداری فرما رہے ہیں اور ایک بزرگ دور بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے جن کے متعلق خواب ہی میں معلوم ہوا کہ یہ طبیب ہیں۔ آنکھ کھلنے پر فوراً میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تو خیر کیا بیمار ہیں البتہ آپ کی امت بیمار ہے اور مولانا تھانوی اس کی تیمارداری یعنی اصلاح فرما رہے ہیں لیکن وہ بزرگ طبیب جو دور بیٹھے نظر آرہے تھے وہ سمجھ میں نہ آئے کون تھے۔ واپسی ہندوستان پر میں مولانا تھانوی کی خدمت میں یہ خواب لکھ کر بھیجا اور جتنی تعبیر میری سمجھ میں آئی تھی وہ بھی لکھ دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ میری

سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ وہ بزرگ طبیب کون تھے جو دور بیٹھے تھے، مولانا تھانوی نے جواب تحریر فرمایا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور چوں کہ وہ ابھی زمانا بعید ہیں اس لیے خواب میں بھی مکانا بعید دکھائی دیئے۔ (حیات اشرف از غلام محمد صاحب بی، اے عثمانیہ صفحہ ۹۰)

فائدہ: اس خواب کے تیور پڑھیئے تھانوی کا مرید لکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑے ہوئے ہیں یہ پڑے ہیں کا محاورہ ذہن میں رکھیئے کہ کیا یہ جملہ گستاخانہ تو نہیں پھر خواب کی تعبیر بھی عجیب ہے کہ حضور ﷺ کی امت بیمار ہے اور اشرفعلی تھانوی حضور ﷺ کے قریب بیٹھے تھے اور امام مہدی علیہ السلام دور۔ اس کی تعبیر بھی غلط۔

انتباہ: یہ خواب اس لیئے گھڑا گیا کہ تھانوی کو شوق ابھرا کہ لوگ اسے حکیم الامت مانیں چنانچہ مجدد کے ساتھ اسے حکیم الامۃ بھی لکھا جاتا ہے۔

تھانوی حضور ﷺ کے مشابہ:

تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ جناب آج چند دن ہوئے کہ اس خاکسار نے جناب اقدس رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی آپ ﷺ گویا نہر کے کنارے جارہے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جناب کی صورت سے مشابہ ہیں۔ (واللہ اعلم) میں فوراً قدموں میں گر گیا اور عرض کیا کہ آپ تو تشریف لے جارہے ہیں میرا کیا حال ہوگا۔ آپ ﷺ نے جواب یہ عطا فرمایا کہ تجھے اجازت ہے کہ ہر روز عصر کے بعد میرے روضے کی سیر کریا زیارت کر۔ سیر کریا زیارت میں شبہ ہوگیا۔ بس آنکھ کھل گئی اور یہ خیال ہوا کہ شاید مراد آپ کی لفظ زیارت یا سیر سے درود ہوگی، مگر دل میں خلجان ہے کہ شاید کچھ اور مراد ہو اس وجہ سے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے بیان

فرمایا کہ تشفی حاصل ہو۔(اصدق الرویا حصہ دوم بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ)

نہایت مناسب تعبیر ہے مگر درود کے ساتھ اتباع اور ملالیا جائے۔(مولانا تھانوی)

فائدہ: یہ بھی تھانوی گپ ہے کہ حضور ﷺ کے مشابہ بن کر اپنا کلمہ (اشرف علی رسول اللہ) کے خبط میں تھا حدیث شریف میں ہے کہ خواب میں ابلیس بھی حضور ﷺ کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔لیکن تھانوی ہوگیا تو کیا ہم کہنے پر مجبور نہیں کہ تھانوی ابلیس سے دو قدم آگے۔

اشرفعلی خواب میں بھی بے ادب نظر آیا:

کل شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں آپ ﷺ جس وقت تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے آپ ﷺ نے ہم سب کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا: آپ (مولانا اشرفعلی تھانوی) اور جو جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اترنے لگے اور یا صدر کی جگہ سے ہٹنے لگے۔حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ یہاں تشریف رکھیں اور حضور ﷺ خود بھی ایک طرف تخت پر بیٹھ گئے۔چہرہ بہت نورانی تھا اور ریش مبارک بالکل سفید۔قد نہ بہت لمبا نہ بہت چھوٹا، بالکل جناب کے قد کے مطابق تھا۔اس جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی پہلی صورت اور دیکھی تھی۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جس طرح ہوتا ہے وہ اس صورت میں مجھ کو دیکھتا ہے۔آپ ﷺ کا یہ فرمایا مجھ کو خوب یاد ہے۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد سے اب تک ایک حالت نہایت سرور کی ہے اور وہ اس سب موقوف ہیں۔

(اشرف السوانح حصہ سوم بقلم عزیز الحسن صاحب و عبدالحق صاحب صفحہ ۱۸۷)

فائدہ: اس خواب کے تیور دیکھئے کہ حضور ﷺ تشریف لائیں تھانوی کو قیام تعظیمی کی توفیق ہی نہ ہوئی اور تھانوی کے قد کا تشابہ۔ یہ بھی قابل غور ہے یہ سب من گھڑت افسانے ہیں اور نبوت کے منصب پر ہاتھ صاف کرنے کا پروگرام تھا لیکن قادیانی بازی لے گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کتاب سیرۃ النبی:

سلیمان ندوی سیرت النبی جلد پنجم میں رقمطراز ہیں کہ وہ ایک مقدس بزرگ جن کے ساتھ مجھے پوری عقیدت تھی اور جن کی زبان سے استحقاق کے باوجود بھی مدعیانہ فقرہ نہیں نکلا انہوں نے مجھ سے فرمایا "یہ کتاب وہاں مقبول ہوگئی"۔

کہاں مقبول ہوگئی؟ یہ کس بزرگ کا مشاہدہ اور بیان ہے؟ تذکرہ سلیمان کے مصنف غلام محمد صاحب نے خود حضرت سید سلیمان ندوی سے اس کی تفصیل پوچھی؟ فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد تھے۔ عالم رویا میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ سیرۃ النبی بارگاہ رسالت میں پیش کی گئی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس کو قبول فرمایا اور اس پر اظہار خوشنودی سے مزید سرفرازی ہوئی۔ حضرت مصنف کی محنت ٹھکانے لگی اور جیتے جی اس کی بشارت پالی۔ ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

(تذکرہ سلیمان از غلام محمد صاحب بی اے عثمانیہ صفحہ ۴۷)

سیرۃ النبی شبلی کا تعارف:

یہ خواب سیرت النبی کتاب کی مقبولیت اور ساتھ ہی مصنف شبلی و سلیمان ندوی کی بزرگی کے لیے گھڑا گیا ہے ظاہر ہے کہ اگر یہ کتاب سیرۃ النبی بارگاہ رسول ﷺ میں

مقبول ہوتی تو اسے مسلمان حرز جان بناتے جیسے احیاء العلوم امام غزالی کی کتاب بارگاہ حبیب ﷺ میں پیش ہوئی تو پھر ایسی مقبول ہوئی کہ تا حال اہل اسلام کے زیر مطالعہ ہے اور کئی زبانوں میں تراجم ہوئے یہاں تک کہ دیوبندیوں کے نانوتوی نے ترجمہ کیا، ایک ترجمہ فقیر اویسی کا حال ہی میں شائع ہو رہا ہے۔ اور سیرۃ النبی کی محدودیت کا یہ حال ہے کہ دیوبندیوں کے مجدد حکیم الامتہ نے الافاضات الیومیہ میں بری طرح گت بنائی ہے داناپوری اپنی تصنیف اصح السیر میں ادریس کاندھلوی نے خوب تردید کی اور یہ سیرۃ النبی انگریزوں کے زیر اثر لکھی ہے۔ غلط مضامین درج کئے پروفیسر نور بخش توکلی کی کتاب ''غزوات نبوی'' دیکھیے۔

غلط خواب:

حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں کہ میرے بھائی سید احمد مرحوم کی اہلیہ مرحومہ میری والدہ مرحومہ کی حقیقی بھتیجی تھیں اور باقی دو بہوئیں غیر خاندانوں کی تھیں۔ دوران قیام مدینہ منورہ وہ چاہتی تھیں کہ تمام نظام خانہ داری ہر ایک کا علیحدہ کر دیا جائے مگر سرمایہ کی کمی اجازت نہ دیتی تھی۔ ناگوار امور پر صبر کرنا اور کرانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ ایک روز والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ حجرہ مطہرہ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں قبر شریف پر چارپائی بچھائی ہوئی ہے اور اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں اور والدہ ماجدہ پیچھے بیٹھی ہوئی کمر دبا رہی ہیں یکایک سامنے سے بڑے بھائی صاحب مرحوم کی اہلیہ آئیں تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے والدہ ماجدہ کو مخاطب کر کے فرمایا تو ان کو جدا کیوں نہیں کر دیتی ہو؟ یہ خواب صبح والدہ ماجدہ نے والد

ماجد سے ذکر کیا جس پر والد صاحب نے اسی روز سب کو جدا کر دیا۔

(نقش حیات جلد اول صفحہ ۷۰، از حسین احمد کانگریسی)

تبصرہ از اویسی غفرلہ:

یہ خواب اس لیے غلط ہے کہ حضور ﷺ اپنی زندگی میں غیر محرم بیبیوں سے ہاتھ نہیں ملاتے اور یہاں ایک ہندی عورت کا کمر دبانا بتایا گیا ہے اور حضور ﷺ کا معاملہ بیداری اور خواب میں یکساں ہے۔ یہ خواب اس لیئے گھڑا گیا تا کہ لوگ سمجھیں کہ حسین احمد کانگریسی کا تمام خاندان ''ہمہ خانہ چراغ است'' کا مصداق ہے۔

اپنے منہ میاں مٹھو:

اپنی خودنوشت سوانح جلد اول میں حسین احمد مدنی فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف کے قیام کے دوران میں نے خواب دیکھا خواب کی شکل میں باب السلام سے (مسجد نبوی سے سب سے بڑا دروازہ جو کہ جانب مغرب واقع ہے) مسجد میں داخل ہوا اور حجرہ مطہرہ کی جانب جا رہا ہوں اور آنحضرت ﷺ قبر مبارک پر ایک کرسی پر رونق افروز ہیں۔ قبلہ کی طرف آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ہے۔ میں داہنی جانب سے حاضر ہوا جب قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھ کو چار چیزیں عطا فرمائیں۔ ان میں سے ایک علم ہے۔ باقی تین اشیا یاد نہیں کہ کیا تھیں۔ اس کے بعد کرسی کے پیچھے سے ہوتا ہوا ایک باغ میں (جو کہ بجانب قبلہ حضور ﷺ کے آگے تقریباً دس بارہ گز دوری پر واقع ہے) داخل ہوا اس میں بہت سے درخت ہیں جن کی اونچائی قد آدم سے کچھ تھوڑی ہی زیادہ نہیں۔ ان درختوں کے پتے سیب کے پتوں جیسے ہیں اور ان میں پھل کالے کالے

لگے ہوئے ہیں۔اور کچھ لوگ ان درختوں میں سے پھل چن چن کر کھا رہے ہیں۔ میں نے بھی ان سیاہ پھلوں کو توڑ کر کھایا۔مقدار میں پھل چھوٹے انجیر کے برابر تھے مگران کا مزاان موجودہ تمام پھلوں سے علیحدہ اوراس قدر لذیذ تھا کہ اس قدر لذیذ پھل میں نے کبھی نہ کھائے اس کے بعد میں نے ایک درخت اسی باغ میں بڑے شہتوت کا دیکھا جس میں شہتوت لگے ہیں جن کے پکے ہوئے پھل زرد رنگ کے ہیں میں نے اس میں سے پکے ہوئے شہتوت توڑے اور میں سمجھ رہا ہوں کہ حضرت رسول ﷺ کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اور یہ شہتوت آپ ﷺ کے واسطے لے جارہا ہوں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ خواب گھڑا تو گیا ہے حسین احمد کانگریسی کی اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے کے لیے، لیکن مذہب دیوبند کا بیڑا اغرق کر دیا اس لیے اس میں حاضر و ناظر اور علم غیب اور مختار کل جیسے نزاعی مسائل کا بیان ہے جو ہمارے نزدیک عین اسلام ہیں اور دیوبندیوں کے نزدیک شرک ،ہمارا سوال ہے کہ دیوبندی، یہ مانیں کہ یہ عقائد حق اور عین اسلام ہیں۔

چھوٹے میاں سبحان اللہ:

مظفر گڑھ کے ایک مولوی صاحب کو حضور ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔وہ اس طرح کہ ایک جلسہ گاہ ہے صدر مقام پر حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔آپ ﷺ نے مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ احمد علی کو میرا اسلام کہنا کہ ختم نبوت کا کام خوب جم کر کرے۔(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۶)

فائدہ: سب کو معلوم ہے کہ احمد علی لاہوری خود اور اس کے [illegible]

تھے۔ گستاخ کو سلام نبوت (توبہ) یہ کیسے ہوسکتا ہے اور اس خواب کا جھوٹ واضح ہے کہ ختم نبوت میں احمد علی لاہوری نے کون سا بڑا کام کیا بلکہ اس کی زندگی میں تحریک ختم نبوت پیسے لے کر دم توڑ گئی پھر اس کے مرنے کے بعد تحریک ختم نبوت کامیاب ہوئی کہ بھٹو دور حکومت میں مرزائیت کو اقلیت قرار دے دیا گیا اور وہ ہمارے علمائے اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری اور علامہ ظفر علی نعمانی وغیرہ کی جرات و ہمت ہے، ورنہ قادیانی سربراہ تو قاسم نانوتوی کی عبارت (تحذیر الناس دیوبندی کا) حوالہ دکھا کر کامیاب ہو رہا تھا۔

مجذوب کی بڑ:

مجھے ایک ثقہ اور معتبر آدمی نے فرمایا جو اہلسنت والجماعت میں سے ہیں اور لائل پور کے رہنے والے ہیں اور ۱۳۷۲ھ میں حج کر کے آئے ہیں۔ تبلیغی سلسلہ میں ملک شام کے اندر بھی گئے وہاں کے بزرگوں اور اولیائے کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہاں کے ایک بہت بڑے عالم کامل اور ولی باخدا نے خواب میں حضرت رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بلند کرنے اور چمکانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ پس اے مسلمانو! ہمت اور اخلاص سے تعلیم، تدریس، تبلیغ جہاد اور ذکر الٰہی وغیرہ دینی کام ذوق شوق سے انجام دیتے رہو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔ (مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے، از محمد ادریس کاندھلوی صفحہ ۴۷)

فائدہ: ادریس کاندھلوی ہمارے سامنے مرا ہے اس خواب کو اپنی بڑائی کے لیے گھڑا۔ ... اس لیے ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو چمکانے کا ارادہ کرلیا ہے تو پھر

کاندھلوی کی زندگی میں کیسے چمکا اور اس کے مرنے کے بعد کتنا چمکا ہے۔یا تو یہ تسلیم کریں کہ کانگریسی خواب منگھڑت ہے میرا یقین ہے کہ دیوبندی سولی پہ لٹک سکتے ہیں لیکن ان عقائد کو تسلیم نہیں کریں گے تو پھر ہم حق بجانب ہیں کہ کہہ دیں یہ خواب منگھڑت ہے۔کانگریسی کہتا ہے مجھے خواب میں حضور ﷺ نے علم عطا فرمایا تو جسے آپ سے ملے وہ جہالت سے بچ گیا لیکن کانگریسی کی جہالت بلکہ حماقت مشہور ہے علامہ اقبال سے پوچھئے مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۷ء کو صوفی عاشق محمد صاحب نے برمکان حاجی محمد سلیم صاحب رات سوتے ہوئے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان صاف ستھرا ہے جس میں قافلہ جارہا ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ ایک اونٹنی پر سوار ہورہے ہیں۔قافلہ بیت اللہ شریف کی طرف جارہا ہے اور ہم باری باری سے سوار ہورہے ہیں۔صوفی محمد علی صاحب امام مسجد دارالسلام ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی سے حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم بھی سوار ہو جاؤ۔اس پر صوفی صاحب اونٹنی پر سوار ہو جاتے ہیں تو پھر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صوفی صاحب امام الاولیاء ہیں۔بات یہ ہے کہ صوفی عاشق محمد صاحب نقشبندی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ حضرت رسول ﷺ کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے میں نے کہا کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجھ سے مل کر بیٹھ جاتے ہیں۔اب اللہ تعالیٰ نے خود ان کو میری حالت بتلادی کہ میرا حضرت رسالت ماب ﷺ سے کتنا تعلق ہے۔اور کیا عقیدہ ہے اور خود حضرت رسول ﷺ نے میری طرف سے جواب دیا۔

فائدہ: سبحان اللہ یہ صاحب امام الاولیاء بن گئے۔اہل کراچی جانتے ہیں کہ یہ کیسے امام

الاولیاء ہیں کہ جسے خود اپنے نہیں جانتے اور نہ ہی اس کی امامت پر اتفاق ہے اس وقت تو اہل لاہور بلکہ اکثر دیوبندی مولوی حسین احمد کانگریسی اور احمد علی لاہوری کو امام الاولیاء مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی امام الاولیاء نہیں بلکہ امام الاعداء تھے۔ بلکہ (عموماً) امام الاولیاء تو صرف اور صرف سیدنا مرشدنا ومرشد الاولیاء والصالحین الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی ﷜ ہیں جنہیں نہ صرف اہل ارض بلکہ اہل سماء بھی اور نہ صرف انسان بلکہ جن وملک بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ امام الاولیاء جانتا اور مانتا ہے۔

اختتام:

اگرچہ اس سے مزید بہت سے خواب دیوبندیوں نے گھڑے ہیں اور ان سب کا مقصد اپنی اور اپنے متعلقات کی عزت افزائی مطلوب ہے لیکن الحمد للہ ان کی کیا عزت ہونی تھی ذلت وخواری کے گھاٹ اترے اور مرنے کے بعد برا حشر نصیب ہوا۔ اس لیے کہ جو حضور اکرم ﷺ پر بہتان باندھے اس کا انجام برا ہوتا ہے۔ اگرچہ فقیر نے تحقیقی طور پر خواب کی تردید موقعہ بہ موقعہ لکھ دی ہے لیکن دیوبندیوں کے بعض نادان مولوی بجائے اس کے کہ اعتراف کریں کہ واقعی ان کے اکابر سے غلطی ہوئی ہے الٹا ان خوابوں کو سچا کر دکھلانے پر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور یہ اپنی عادت پر مجبور ہیں اس لیے کہ ان کے جن اکابر کی عبارات کو علمائے عرب وعجم نے صریح کفر کہا ہے ان کی بھی تاویلیں گھڑ رہے ہیں۔ تفصیل دیکھیے! حسام الحرمین والصوارم الہندیہ۔

خواب کے ساتھ خیال:

اہل اسلام نے دیوبند کے خواب پڑھے ہیں تو ان کا ایک خیال بھی پڑھ لیجئے

تا کہ یقین ہو کہ "ایں چراغ ہمہ تن تاریک است" مولوی اسماعیل دیوبندیوں وہابیوں کے امام ومقتدا نے لکھا کہ "از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بهتر است وصرف همت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت ماب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است" کا خلاصہ یہ ہے زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال بہتر ہے بیل اور گدھے کے خیال سے بزرگوں اور حضور ا کا خیال کئی درجہ بدتر ہے۔ (صراط مستقیم)

جواب دیوبندی: نماز خاص اللہ کی عبادت ہے تو اس میں اگر حضور ﷺ کا خیال آجائے تو نماز میں فرق آتا ہے۔

جواب الجواب: یہ تو کلمہ حق ارید بها الباطل والا قصہ ہے، نماز بے شک عبادت الہیہ ہے مگر جب تک ذکر محمدی ﷺ کی مہر نہ لگ جائے، اور السلام علیک ایها النبی نہ پڑھ لیا جائے تو نماز ہرگز مقبول ہی نہیں ہوتی، تو تمہیں چاہیئے کہ یہ سلام بھی چھوڑ دو۔

دیوبندی سوال: یہ سلام ہم دل سے تو نہیں پڑھتے، بلکہ خدا تعالیٰ نے جو حضور ﷺ کو معراج میں سلام دیا تھا اس کی نقل کرتے ہیں۔

سنی جواب: تمہارا یہ السلام علیک ایها النبی دل سے نہ پڑھنا تصریحات اکابرین اسلام کے خلاف ہے، کیونکہ فقہ اسلام کی تمام معتبر کتابیں فرماتی ہیں، کہ بارگاہ نبوت میں یہ سلام دل سے کہنا چاہیئے، نہ کہ حکایۃً، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری و در مختار میں صاف موجود ہے۔

ويقصد بالفاظ التشهد معانيها مراد قله على وجه الا نشاء كانه يحى الله تعالىٰ ويسلم على نبيه وعلى نفسه واوليائه لا الخبار عن ذالك ......الخ۔ (درمختار صفحہ ۳۵۷)

یعنی التحیات میں یہ الفاظ دل سے پیدا کر کے اپنی طرف سے سلام دینا چاہئے اور واقعہ معراج کی حکایت وخبر کے طور نہیں کہنا چاہئے۔

اسی قول کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:

"ای لا یقصد الا خبار والحکایة عما وقع فی المعراج" الخ (فتاویٰ شامی جلد ا صفحہ ۳۵۸، سطر ۹، مطبوعہ مصر)

یعنی معراج کی حکایت نہ کرے بلکہ خود اپنے سلام کی نیت کرے۔

تو دیوبندیوں کا دل سے سلام نہ دینا بارگاہ نبوت سے مکمل بیزاری ہے، اور کتب اسلام سے صاف غداری ہے۔

دیوبندی دھوکہ: نماز میں اگر رسول پاک کا خیال آ جائے، تو بوجہ الفت کے ہمارے حضور قلب میں فرق آتا ہے۔

اسلامی کوڑا:

اچھا جی اب تم صوفی بن گئے، اچھا دیکھو کہ تمہارا سب سے بنا بیتی حکیم الامتہ اشرفعلی صاحب تھانوی اپنا ایک نماز کا واقعہ لکھتا ہے کہ

"میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا، کہ آپ کی بیوی گھر میں سیڑھی لگا کے اوپر سے گر گئی ہیں، میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ

دی"۔(اشرف المعمولات صفحہ ۱۴، سطر ۱۱)

تو اب بتاؤ، کہ تمہارے سب سے بڑے متصوف تھانوی صاحب تو اپنی بوڑھی بیوی کا خیال آتے ہی سرے سے ہی نماز ہی توڑ دیں، تو نہ ان کے تصوف میں کوئی فرق آئے اور نہ ان کا حضور قلب خراب ہو، اور نہ تم ان پر کوئی طعن کرو، اور اگر کوئی عاشق مصطفی اپنے محبوب ﷺ کو دل میں حاضر کر کے حضور ﷺ کو السلام علیک ایھا النبی عرض کرے تو تم اس پر شرک کے فتوے لگا دو، اور اس محبوب دو عالم ﷺ کے نورانی اور سراسر رحمت خیال مبارک کو بیل اور گدھے کے خیال سے بھی کئی درجہ بدتر بتاؤ۔ یاد رکھو کہ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والا خرۃ کی وعید ہے، تم نماز میں عورتوں کے تصور میں اس قدر غرق کہ نماز میں ہی صفا چٹ، اور ہم اپنے محبوب کا خیال کریں تو مجرم، دین تو نہ ہوا دیوبند کی فٹ بال ہوئی، جدھر چاہا کک لگا دی

فیصلہ غزالی:

اس کا فیصلہ ہم اس امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کراتے ہیں جنہیں حضور ﷺ نے شب معراج عالم ارواح سے بلا کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرائی تھی جنہیں معراج موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کر کے فرمایا تھا کیا تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا عالم ہے۔(انوار الباری شرح البخاری دیوبند)

امام غزالی نے فرمایا بحالت تشہد" احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی"

(احیاء العلوم صفحہ ۱۵۱، ج۱، مطبوعہ مصر)

اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے فقیر کی تصنیف "رفع الحجاب فی تشہد اہل الحق واہل الغراب" خوب ہے اس کا مطالعہ کیجیے۔

جھوٹے خوابوں کی سزا:

بہرحال دیوبندیوں کے خواب ہوں یا خیال دونوں جھوٹے ہیں اور حضور ﷺ پر افتراء اور بہتان ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مندرجہ ذیل وعیدیں پڑھیے۔

ا...... بخاری شریف کی یہ حدیث پاک جس کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہمیں جھوٹا خواب بیان نہ کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔ جھوٹ تو ویسے بھی گناہ ہے۔ خداوند تبارک وتعالی نے اس سے اجتناب کی ہدایت ہی نہیں فرمائی، جھوٹوں پر اپنی لعنت کا اعلان بھی فرمایا ہے۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل ایمان کو جھوٹ سے بچانے کے لیے سخت وعیدیں دی ہیں۔

احادیث کا ایک قابل ذکر ذخیرہ ہمیں جھوٹ نہ بولنے کی ہدایت ہے۔ جاگتے میں تو ہم اگر کوئی جھوٹی بات کہتے ہیں تو اس کا براہ راست اثر دوسروں پر پڑ سکتا ہے۔ لیکن اپنے خواب کے حوالے سے اگر ایسی بات کریں جو درست نہ ہو اور اس کا اثر براہ راست کسی دوسرے پر نہ پڑتا ہو تو بھی آقا حضور ﷺ نے مسلمانوں کو سختی سے، اس سے منع فرمایا ہے اور اس سے سچ کا دائرہ وسیع تر فرما دیا ہے کہ کسی حالت میں بھی صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور جھوٹ کا شائبہ کسی مومن کی زندگی کے کسی پوشیدہ سے پوشیدہ گوشے پر بھی نہ پڑے۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بخاری شریف کی ایک

اور حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آقا حضور ﷺ نے اچھے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ فرمایا ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبوت کے آثار میں سے اب کچھ بھی نہیں رہا، سوائے مبشرات کے۔ یعنی نبوت میرے بعد ختم ہو جائے گی اور آئندہ آنے والے واقعات کو معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ مبشرات کے سوا باقی نہیں رہے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ یہ مبشرات کیا ہیں، فرمایا: اچھے خواب۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اچھے خواب نبوت کے آثار میں سے ہیں اور آقا حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ پھر اگر کوئی شخص خواب کچھ دیکھے اور لوگوں سے کچھ اور بیان کرے یا سرے سے کوئی خواب ہی نہ دیکھے اور لوگوں کو کچھ بیان کر دے کہ اس نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے تو یہ بہت بڑی جسارت ہو گی۔ اس لیے رحمت عالم و عالمیان ﷺ نے اسے سب سے بڑا بہتان فرمایا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں ہے، حضور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا خواب جھوٹا نہ ہو گا اس لیے کہ جو چیز نبوت کے اجزاء میں سے ہو وہ کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتی پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص خدا و رسول خدا (عزوجل و ﷺ) پر ایمان لانے کا دعویدار بھی ہو، مسلمان بھی کہلائے اور خود جھوٹ بھی بولنے لگے۔ نبوت کے آثار کے نام پر جھوٹ بولے، اپنی آنکھوں پر بہتان تراشے۔

احادیث مبارکہ میں ہے کہ بعض خواب شیطان کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اچھا خواب خدا کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے صرف اس شخص سے بیان کرے جس سے اسے محبت ہو، اور برا خواب دیکھے تو اس

کی برائی سے اپنے خدا کی پناہ مانگے اور کسی سے وہ خواب بیان نہ کرے ... تو پھر جو خواب اچھا ہے اور خدا کی طرف سے ہے، اس میں جھوٹ شامل کر کے اگر کوئی شخص بیان کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا جرم بہت بڑھ جاتا ہے اور برا خواب چانکہ شیطان کی طرف سے ہے، وہ سچا بھی ہو تو اسے بیان کرنے کی ممانعت ہے۔ چہ جائیکہ کوئی شخص اس میں جھوٹ شامل کر کے یا سرے سے جھوٹا خواب گھڑ کر ہی بیان کر دے۔

اسی لیے آقا حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھاوے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی یعنی آنکھوں پر بہتان باندھے اور جھوٹا خواب بیان کرے۔

فائدہ: غور فرمایئے کہ دیوبندیوں کے اکابر نے کتنی بے جا جرات کی ہے ایک طرف حضور ﷺ پہ بہتان تراشا دوسری طرف اپنے اعزاز و اکرام کے ارادہ پر نبی پاک ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کر ڈالی۔ فقیر نے ایک کتاب مرتب کی ہے "خوابوں کی دنیا" اس میں سچے اور جھوٹے خوابوں کی نشانیاں بھی بتائی ہیں اس کا مطالعہ کیجیے اس سے یقین ہو گا کہ واقعی دیوبندیوں کے خواب بلی کے خواب چھچھڑے کے مکمل مصداق ہیں۔

خواب کے قواعد:

مثل مشہور ہے کہ بلی کے خواب میں چھچھڑے وہ اس لیے کہ بلی بیچاری کو شب و روز چھچھڑے کا خیال رہتا ہے۔ اور عربی کا مقولہ ہے "الانــاء یتــرشــح بمــا فیــہ" برتن سے وہ شے نکلتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔ ایسے خوابوں کا تجربہ فقیر کو یوں ہوا کہ ۱۹۵۲ء میں فقیر نے اپنے غریب خانہ حامد آباد ضلع رحیم یار خان مدرسہ فیض

الفیوض کا آغاز کیا تو قحط سالی نے بھی اسی سال پاکستان میں زور پکڑا۔ طلبہ بکثرت داخل ہوئے۔ کھانے کا انتظام امیرانہ نہیں تھا درویشانہ تھا۔ دیہات سے چند روٹیوں پر گذارہ ہوتا تھا۔ ایک طالب علم کھانے کا شوقین تھا چند روٹیوں پر بکثرت طلبہ کا گذارہ ہوتا۔ اس شوقین طالب علم نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ مدرسہ میں روٹیاں ہی روٹیاں ہیں، صبح کو اس نے مجھے خواب سنایا تو میں نے کہا بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔ یقین کرلیں کہ دیوبندی وہابی، کو ہر آن گستاخی و بے ادبی کا تصور رہتا ہے۔ بنا بریں انہیں خواب میں بھی گستاخی و بے ادبی نظر آتی ہے اور یقین کیجئے اکثر باتیں ان کی اپنی منگھڑت ہوتی ہیں۔ سمجھ لیں کہ ایسے خواب صدیوں پہلے کسی کو کیوں نہ آئے جبکہ ان گنت اولیاء کرام کے خوابوں کے واقعات کتابوں میں موجود ہوتے ہیں یقیناً کہنا پڑتا ہے کہ یہ ہیں بلی کے خواب چھیچھڑے۔

نیز دیوبندی وہابی غضب کے بےادب و گستاخ رسول ﷺ باتفاق علمائے عرب وعجم مرتد ہیں اور مرتد کو زیارت رسول ﷺ، توبہ توبہ۔ اس سے بھی یقین ہوتا ہے کہ یہ خواب خود گھڑتے ہیں اگر کچھ ہو بھی تو وہ بھی ان کا گھڑا ہوا خیال ہے۔ چنانچہ اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ ہمارے خواب کی حقیقت تو اکثر یہ ہوتی ہے دن بھر جو خیالات ہمارے دماغ میں بسے ہوئے رہتے ہیں وہی رات کو سوتے میں اسی صورت میں یا کہ دوسری صورت میں نظر آتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۵۵، ۵۲)

ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت بھی ہو پھر وہ جہنم میں جائے۔

حدیث شریف میں ہے:

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی

فی المنام لن یدخل النار . جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

(۲)عن سعید بن قیس رضی اللہ عنہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یدخل النار من رانی فی المنام

(منتخب الکلام فی تفسیر الاحلام لابن سیرین من علماء القرن الاولی الہجری)

وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔

اب فوائد پڑھیے!

فائدہ: یہ کتب رؤیاء کی تعبیر میں مشہور ہیں اور دیگر حوالہ جات بھی مستند ہیں

فائدہ: حضور ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کا خواب اور ان میں کمی اور نقص دیکھنا دراصل اپنا نقص اور کمی کی دلیل ہے۔ علامہ خلیل بن شاہین اپنی کتاب "اشارات فی علم العبارات جلد ا صفحہ ۴۴" میں فرماتے ہیں: من رای احد امن الانبیاء فیہ نقصان فانہ یدل علی نقصان دین الرائی۔ جس نے نبی ﷺ میں کوئی نقص اور عیب دیکھا تو سمجھو کہ وہی عیب وکمی خواب دیکھنے والے کے دین میں ہے۔

اسی کتاب کی جلد ا صفحہ ۴۵ میں ہے ومن رای احدامنھم وفیہ نقصان اوعیب فانہ قلۃ دین۔ خواب میں کمی دیکھے تو سمجھو کہ دیکھنے والے کے دین کی کمی ہے۔

ومن رای انہ یسب نبیافانہ یطعن فیما الی بہ۔ (اشارات صفحہ ۴۳،۴۴)

جو شخص کسی نبی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہوا خواب میں دیکھے تو وہ اس خرابی میں مبتلا ہوگا۔

فائدہ: دیوبندیوں کے خوابوں کو غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ وہ خواب حضور ﷺ کی توہین اور گستاخی سے بھرے ہیں، اور شرعی قاعدہ کے مطابق حضور ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کا دوسرا

نام گالیاں دینا اور سب بکنا ہے چنانچہ حضرت شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اسی کتاب میں منقول ہے کہ فان من قال فلان اعلم منه صلى الله عليه وسلم فقد عابه ونقصه فى قوله حكمه الساب من غير فرق منه۔

(نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۳۵)

جو کہے فلاں حضور ﷺ سے زیادہ عالم ہے اس نے اپنے قول میں حضور ﷺ پر عیب لگایا تنقید کی اس کا حکم گالی دینے والے کا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور فرمایا:

وقد اجمع العلماء على ان شاتم النبى صلى الله عليه وسلم المنتقص كافرله مرتد والوعيد عليه جار بعذاب الله وحكم عنه الامة القتل ومن شك فى عذابه وكفره فقد كفران الرضى بالكفر كفر۔

(نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۸)

علماء کا اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام کو گالی دینے والا اور عیب بتانے والا کافر مرتد ہے اس پر وعید جاری ہے، عذاب الٰہی ہوگا، امت کا فتویٰ ہے کہ یہ واجب القتل ہے جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس لیے کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

اور فرمایا: ولا فرق بين المسلم والكافر وجوب قتله بالسب۔

(نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۵۷)

اس میں یعنی سب (گالی اور عیب لگانے والا) کافر ہو یا مسلمان اس کا قتل واجب ہے۔

ان حوالہ جات سے نتیجہ نکلا کہ دیوبندیوں کے خواب بجائے اس کے وہ اسکی تعبیر کریں یا غلط تعبیریں کیں نا قابل قبول ہیں۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ کو اچھی حالت میں خواب میں دیکھنے والے راہ متغیر الحال بنس الوجہ یدل علی سوء حالہ۔

(تعطیر الانام۔ جلد ا صفحہ ۲۷۶ سیدی عبدالغنی النابلسی رحمہ اللہ)

جو نبی کریم ﷺ میں دیکھے کہ وہ ترشرو اور متغیر الحال ہیں تو سمجھو کہ اب دیکھنے والا کا انجام برباد اور خراب ہوگا۔ حضور ﷺ کو اچھی حالت میں خواب میں دیکھنا اپنی اچھائی پر دال ہے اور خامی یا نقص دیکھنا یا ان کے جسم میں کوئی عیب و نقص دیکھنا خرابی ہوگی اس لیے وہ (حضور ﷺ) تو شیشہ کی مثل ہیں آپ سے وہی صورتیں منقش ہوں گی جو دیکھنے والوں کی ہیں (تعطیر الانام)

ملا علی قاری فرماتے ہیں: دراصل خواب میں وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو انسان میں اعتقاد ہوتے ہیں جو قلب پر وارد ہوتے ہیں جیسے بیدار انسان کے قلب پر وارد ہوتے ہیں۔

فائدہ: علمائے دیوبند کی بے ادبیاں اور گستاخیاں ضرب المثل ہیں جنہیں عوام خواب سمجھتے ہیں جب ان کے عقائد ہی برے ہیں پھر خواب کیوں نہ برے ہوں۔ اولاً تو ہم ان کے لیے حضور ﷺ کی زیارت کے قائل نہیں اگر ہو بھی تو وہ ہے جو عقیدہ باطلہ کا رنگ بدل کر دل پر اثر انداز ہوا اور وہی اپنا خواب سمجھ بیٹھے بزعم خویش قطب بننے لگے ملا قاری کے مطابق الناقین کروادیا کہ خود ان کے اپنے خواب ان کی بدعقیدگی کی دلیل ہیں۔

فائدہ: گذشتہ قواعد فن رؤیا کے مطابق دیوبندیوں کے خوابوں سے مطابقت ہی نہیں اگر کبھی شیر جوان کو مصطفےٰ ﷺ تو دکھلائے۔ نعمانی نے براہین قاطعہ کے خواب میں ہیر پھیری [illegible] دلیل گھڑی ہے جو سراسر غلط اور باطل ہیں۔

ہیرا پھیری:

چاہیئے تو یہ تھا کہ دیوبندی ایسے خواب سن کر توبہ کر جاتے لیکن افسوس کہ ان کے جوابات گھڑے جو عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

چنانچہ ان بعض خوابوں کی غلط تاویلات مولوی منظور نعمانی سنبھلی نے سیف یمانی میں بیان کی ہیں فقیر نے رد سیف یمانی میں اس کی خوب خبر لی ہے یہاں بطور نمونہ عرض کیئے دیتا ہوں۔

خواب:

حضور ﷺ کو دیوبند آنے جانے سے اردو آ گئی۔ کلام یعنی میری احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب سے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا اور اسی مدرسہ میں علماء نے اپنی تحریر و تقریر سے اس خدمت کو انجام دینا شروع کیا۔

اس سے قبل اول تو اس مدرسہ علوم اسلامیہ کا شیوع نہ تھا اور سلطنت مغلیہ کے زمانہ سے جو کچھ بھی ان علوم کی اشاعت ہوئی وہ بیشتر فارسی زبان میں تھی اس وقت کی اسلامی کتب بھی عام طور فارسی زبان میں تھیں۔ (سیف یمانی صفحہ ۱۵)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

خلاصہ تعبیر یہ ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام سے قبل اردو زبان میں احادیث رسول ﷺ شائع نہیں ہوئیں۔ اگر ہوئیں تو نہ ہونے کے برابر (استغفر اللہ)

تردید از اویسی غفرلہ:

یہ تعبیر بالکل اور سراسر غلط ہے جبکہ تاریخ کی شہادت اس تعبیر کے بالکل برعکس ہے اس لیے کہ دارالعلوم کے قیام کی تاریخ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۷ء یوم پنجشنبہ

ہے۔(علماء کا شاندار ماضی دیوبندی جلد ا صفحہ ۲۷۳)

اور اس دارالعلوم میں سب سے پہلے پانچ مولوی محمود الحسن دیوبندی، فخر الحسن گنگوہی، فتح محمد تھانوی، عبداللہ جلال آبادی، ۱۹ ذیقعدہ جنوری ۱۸۷۲ء میں فارغ ہوئے (کتاب مذکورہ جلد ا صفحہ ۷۶، ۷۷) پھر آہستہ آہستہ گاڑی چل پڑی۔

ثابت ہوا جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی کی تعبیر میرا کلام لیتے، میری احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب کہ دارالعلوم دیوبند قائم ہوا، غلط اور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ یہ زبان آ گئی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث کا ترجمہ اردو میں نہیں تھا کیونکہ آ گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شے کا وجود پہلے نہ ہو چنانچہ اردو ڈکشنری میں ہے۔ آ جانا ہے، لازم، آ پہنچنا، داخل ہونا، ناظرین انصاف فرمائیں کہ خواب کی حقیقت اور تعبیر میں کتنا فرق ہے۔

اگر نعمانی یہ کہے کہ مدرسہ دیوبند کی ترقی میں بعد اشاعت وترویج زور ہوا یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ کام دارالعلوم کے متعلقین کو ذرہ برابر بھی نصیب نہیں ہوا جو ہمارے علمائے اہلسنت کو اس کی خدمت کا موقعہ ملا۔ سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کے علاوہ علماء اہلسنت کے کارنامے سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہیں چنانچہ تفصیل فقیر کی کتاب "تذکرہ علمائے اہلسنت" میں ہے۔ اور علمائے دیوبند کے کارنامے صرف شرک وکفر کے فتاویٰ ہیں۔

جو تاریخ سے ان مٹ نقوش کی حیثیت رکھتے ہیں اگرچہ نعمانی نے صرف اس بات کا دعویٰ تو کیا لیکن دلیل ایک بھی نہیں لکھی۔ بلا دلیل حالت وہی ہے ناظرین خود جانتے ہیں کہ اس طریق کے دعویٰ کو اگر مان لیا جائے تو پھر فرعون کا خدائی دعویٰ اس سے کچھ کم نہیں

لیکن ہم نے نہ اس کو مانا اور نہ ہی نعمانی دعویٰ کو ماننے کے لیے تیار ہیں۔

نعمانی کی عاجزی اور بے بسی کا نمونہ:

بیچارہ نعمانی، مولوی انیٹھوی کے خواب کی حقیقت ثابت نہ کر سکا بلکہ اسے یقین تھا کہ زور قلم کو رضوی شیر توڑیں گے تو اس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا خواب بیان کیا جس سے گستاخی اور بے ادبی کو دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اہل علم اور ماہرین فن تعبیر کے محققین کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا خواب شرعی قاعدہ کے مطابق صحیح اور صادق ہیں۔

خوابوں کے نمونے:

واقعی خواب ہو تو اس کی تعبیر بھی صحیح ہوتی ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) ایک بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے منہ میں سے تمام دانت گر گئے ہیں ایک معبر نے تعبیر دی کہ بادشاہ کی اولاد یا اقرباء سب اس کے سامنے مر جائیں گے۔ بادشاہ نے غضب آلود ہو کر اس معبر کو بلا کر اس کے منہ سے تمام دانت زنبور سے نکلوا کر اس کی بری تعبیر کی سزا دی اور دوسرے معبر کو بلا کر اس سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی وہ دوسرا معبر سمجھدار تھا اس نے جواب دیا کہ تمام عزیز اقرباء سے بادشاہ کی عمر کا رشتہ بہت دراز ہے خدا تعالیٰ عزوجل زیادہ عمر بخشے گا بادشاہ اس تعبیر سے خوش ہوا اور اس کو انعام مرحمت کیا۔

(فائدہ) دونوں تعبیروں کا ایک ہی مطلب تھا مگر طرز ادا نے ایک کو معتوب اور دوسرے کو ممتاز کر دیا۔

(۲) سکندر بادشاہ جن دنوں دارا سے برسرپیکار تھا اسی تردد کے دوران اس نے ایک

خواب دیکھا وہ دارا سے کشتی لڑ رہا ہے اور دارا نے اس کو چت گرا دیا ہے ایک نادان معبر نے سکندر کو مبارک باد دی اور کہا کہ دارا کی مقبوضہ زمین سکندر کو حاصل ہوگی اور یہ خواب مبارک دارا کا سکندر بادشاہ کو زمین پر چت گرانا اسی تعبیر کا مقتضی ہے۔

(۳) نوشیروان بادشاہ نے خواب دیکھا کہ وہ ایک پانی کے برتن میں ایک خنزیر کے ساتھ اکٹھا پانی پی رہا ہے بادشاہ نے وزیر کو اس خواب پر مطلع کر کے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر میرے لیے اس پریشان کن خواب کی تعبیر حاصل کرو۔ وزیر دو دن تک سخت پریشان رہا تیسرے دن ایک مشہور معبر سے جو ایک پہاڑ کی غار میں گوشہ گیر تھا دریافت کرنے جا رہا تھا کہ راستہ میں لڑکے کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے کہا کہ ہمارے ملک کا وزیر بادشاہ کی تعبیر میں حیران و پریشان ہے میں اس کی تعبیر دے سکتا ہوں۔ وزیر نے لڑکے کی بات سن لی اور اس کو بلا کر پہلے اس کا نام پوچھا لڑکے نے اپنا نام بزرجمہر بتلایا خواب کی تعبیر کے متعلق لڑکے نے کہا کہ میں خود بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتاؤں گا بادشاہ لڑکے کو دیکھ کر غضبناک ہوا بزرجمہر نے کہا کہ آپ اپنے مقصود کو دیکھیں میری عمر کا خیال نہ کریں بادشاہ نے کہا کہ میرے خواب کی تعبیر بتاؤ لڑکے نے جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر تنہائی میں عرض کر سکتا ہوں چنانچہ تنہائی میں بزرجمہر نے عرض کیا کہ آپ کے حرم سرائے میں ایک کنیز ہے جس پر بادشاہ کی نظر عنایت ہے لیکن کنیز ایک بیگانہ بدمعاش (غلام) سے میل جول رکھتی ہے اور اس واقعہ کو بادشاہ کی ملکی استعداد نے خواب میں اشتباہ کیا ہے۔

بادشاہ حیران ہو گیا اور تحقیقات کے بعد ثابت ہو گیا کہ بادشاہ کی ایک مرغوب طبع کنیز ایک حبشی غلام کے ساتھ ربط ضبط رکھتی ہے لڑکے (بزرجمہر) کو منصب وزارت عطا ہوا

اور کنیز و غلام بدکار کو سزا دی گئی۔

امام المعبرین کے واقعات:

حضرت محمد ابن سیرین بصری ﷺ، بہت بڑے عالم اکابر تابعین میں سے تھے آپ تعبیر خواب میں مشہور گزرے ہیں جن کی وفات ۷۷ سال کی عمر میں (۱۱۰ھ) میں ہوئی آپ ہمیشہ تعبیر خواب میں قرآن مجید سے استدلال فرمایا کرتے تھے۔

(۱) آپ کی خدمت میں ایک شخص نے آ کر ظاہر کیا کہ خواب میں میرے ناک سے بہت خون بہتا ہوا دیکھا ہے آپ نے اس کی تعبیر فرمائی کہ تیرا بہت سا مال ضائع ہو گا دوسرے نے بھی آ کر یہی خواب بیان کی تو اس کو فرمایا خدا تجھے غیب سے مال ضرور دے گا۔

ایک ہی طرح کے خواب کے یہ متضاد تعبیر حالات، وقت اور اشخاص کے بیانوں کو مدنظر رکھ کر آیات قرآن کی رو سے دی گئی۔

(۲) ایک عورت نے آ کر کہا کہ خواب میں نے ایک انڈا چوری کیا اور لکڑیوں میں اسے چھپا دیا ہے آپ نے کلام الٰہی سے استدلال کے بعد اس کو تنبیہ کی کہ جس بدفعلی کی وہ مرتکب ہوئی تھی اس کا نقشہ ہے اس کے اقبال کرنے پر آپ نے اس کو توبہ کرائی۔

(۳) ایک عورت نے بیان کیا کہ میرے بالوں میں سے نارنجی پیدا ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تو سچی ہے تو کسی حرام کاری سے حاملہ ہو چکی ہے چنانچہ فی الواقع یہی حالت اس سے ہوئی۔

(۴) ایک شخص نے ظاہر کیا کہ میں خواب میں اذان دیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تجھ کو حج

کی نعمت نصیب ہوگی "واذن فی الناس بالحج" سے استدلال فرمایا۔

(۵) ایک شخص نے یہی بیان کیا تو اس کو فرمایا کہ تو چور ہے چوری سے توبہ کر "اذن موذن انکم لسارقون" سے تعبیر نکال کر وہی فرمایا جو مذکور ہوا۔

(۶) ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پروں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے۔ آپ نے تعبیر فرمائی کہ تم نے جہاں نماز پڑھی ہے اس موقع پر تیرے قدموں کے تلے قرآن مجید کے اوراق موجود تھے چنانچہ مصلی اٹھا کر دیکھا گیا تو فی الواقع ایسا ہی تھا۔

انتباہ: پچھلے خواب پر غور فرمایئے کہ جبریل علیہ السلام پر کھڑا ہونا واقعی بے ادبی اور تعبیر بھی نکلی تو بے ادبی۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے خواب من گھڑت ہیں اگر بقول اشرفعلی تھانوی کوئی غلط خیال میں غرق ہو کر خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر بھی اسی طرح ہو گی۔ مزید خوابوں کے متعلق تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب "خوابوں کی دنیا" میں پڑھیئے۔

هذا آخر مارقمه قلم القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرله

حامد آباد ضلع رحیم یار خان بہاولپور ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء

اما بعد! کتاب ہذا میں ان خوابوں کا بیان ہے جو کہ لوگوں نے خود گھڑے یا انہیں نیند میں دیکھا تو درحقیقت اس کی اپنی حالت بد نظر آئی جس سے اس نے اپنے لیے بہتری سمجھی۔ حالانکہ دراصل اسے اس کی بدحالی سے آگاہ کیا گیا لیکن وہ بجائے عبرت حاصل کرنے کے لیے خود کو کچھ کا کچھ سمجھا اسی لیے اس کتاب کا نام ہے ''بلی کے خواب میں چھیچھڑے'' اس میں عوام کو تنبیہ ہے کہ ایسے بدحال لوگوں کے خوابوں سے یقین کر لیں کہ یہ لوگ راندۂ درگاہ حق ہیں۔

خوابوں کو حق کی نشانی نہ سمجھیں بلکہ عبرت حاصل کریں۔

الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان